الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ

الرا۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اسکی آیتیں محکم کی گئی ہیں پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں

اعجاز القرآن

بإضافہ رسالہ

۱: الرّوح فی القرآن

۲: المعراج فی القرآن

از تالیفات

شیخ الاسلام علامہ شبّیر احمد عثمانیؒ

ناشر

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ انار کلی۔ لاہور

Marfat.com

86136

اشاعت اول	دسمبر ۷۵ء
ناشر	ادارہ اسلامیات۔ لاہور
طباعت	تجارت پرنٹرز۔ لاہور
قیمت	۴/۵۰

86136

ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات ۱۹۰- انار کلی- لاہور
ادارۃ المعارف۔ ڈاکخانہ دار العلوم کراچی
مکتبہ دار العلوم - کراچی ۱۴
دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

Marfat.com

عرضِ ناشر

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (۱۸۸۵ — ۱۹۴۹ء) برصغیر کی ان چند نامور ہستیوں میں سے ایک ہیں جن کی نمایاں ملی، علمی، سیاسی اور عظیم دینی خدمات، روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے، دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے اور وہیں ایک عرصہ تک تفسیر و حدیث کی درس و تدریس میں مشغول رہے۔ قیام پاکستان کی تحریک میں نمایاں خدمات انجام دیں، اور پاکستان بننے کے بعد اسلامی دستور اور اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے آخر العمر تک مقدور بھر کوشش کرتے رہے۔ حضرت علامہ دینی علوم پر گہری دسترس رکھتے تھے اور قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ عقلی علوم پر بھی گہری نظر رکھتے تھے، تفسیر عثمانی، فتح الملہم اور العقل و النقل اور مولانا کی دیگر تصانیف سے ان کے تدبر، غور و فکر اور علم کی گہرائی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ زیر نظر رسالہ "اعجاز القرآن" اپنے موضوع پر حضرت علامہؒ کی بہترین تصنیف ہے جو آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ مزید افادہ کے لئے رسالہ کے آخر میں حضرت علامہؒ کے دو اور رسالوں "الروح فی القرآن" اور "المعراج فی القرآن" کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ قدر دان حضرات اس پیش کش کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔

والسلام

ناشرین

ابناء محمد زکیؒ

Marfat.com

فہرست مضامین اعجاز القرآن

مضمون	صفحہ نمبر
تمہید	۶
"کیوں" کا سوال کہیں نہ کہیں ختم کرنا ضروری ہے	۸
"کیوں" کے بند کرنے میں ملحد اور موحد کا فرق	۱۱
"قدرت" اور "عادت" میں فرق	۱۲
"خرق عادت" کی حقیقت	۱۲
آریہ کا مذہب	۱۵
عادت عامہ و خاصہ	۱۷
"معجزہ" خدا کا فعل اور اس کی خاص عادت ہے	۲۰
ہم نے خدا کو اسکے کاموں سے پہچانا ہے	۲۱
معجزہ کوئی فن نہیں	۲۴
معجزہ کے حالات	۲۷
معجزہ میں دعوی نبوت کی شرط	۳۰
معجزہ کا نبوت کی فعلی تصدیق ہونا	۳۱
فعلی تصدیق کی مثال	۳۲
وحی کی تعریف اور اسکی ضرورت	۳۴
وحی سے انکار کرنیوالوں کی مثال	۳۵
وحی کی طرف انسانی احتیاج	۳۵
نزولِ وحی میں تدریج	۳۶
وحی کا تدریجی و غیر تدریجی ہونا	۳۹
وحی میں فروعی تفاوت کی گنجائش	۴۳
نبوت خاصہ، اور نبوت عامہ	۴۴
قرآن اور اس کی جامعیت	۴۵
نبی اُمی اور اس کا اعجاز قرآنی	۴۶
رسول اکرمؐ کا اُمی ہونا	۴۹
قرآن نے کس طرح لوگوں کو عاجز کیا؟	۵۲
خدائی کلام کے پرکھنے کی کسوٹی	۵۳
کیا قرآن اس کسوٹی پر پورا اترتا ہے	۵۳
فیضی کی بے نقط تفسیر اور سعدی کی گلستان	۵۷
قرآن کی طرف سے مقابلہ کا چیلنج	۶۰
قرآن کسی شخص کا کلام نہیں ہوسکتا	۶۴
خدائی کلام سے خدائی شان کا ظہور	۶۷

Marfat.com

قرآن کی فصاحت اور اہل عجم	۶۸
قرآن کا اصلی اعجاز	۶۹
کلام خداوندی سے رسالت کا ثبوت	۷۲
نزول قرآن کیوقت نبی کی کیفیت	۷۵
تلاوت کیوقت رسول اکرمؐ کی کیفیت	۷۶
قرآن کا اثر سامعین پر	۷۷
جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی وعقلی قوت	۸۲
قرآن کریم کی حفاظت	۸۵
قرآن کریم کی تعلیم	۸۸
قرآن میں صفات خداوندی کا ذکر	۸۹
قرآن کریم کی بینظیر سلاست اور روانی	۹۲
قرآن میں ایک مضمون دوسرے مضمون سے مغلوب نہیں ہوتا	۹۳
قرآن میں غیبی خبریں	۹۴
خاتمہ کلام	۹۶
الروح فی القرآن	۱۰۱
روح سے متعلق قرآن حکیم کی آیات	۱۰۲
روح سے متعلق سوال	۱۰۴
روح قرآنی کے متعلق چند نظریات	۱۰۶
لفظ "امر" کی تشریح اور امر وخلق کا فرق	۱۰۸
"خلق" کیا ہے ؟	۱۱۰
"امر" کیا ہے ؟	۱۱۰
روح کا مبدأ صفت کلام ہے	۱۱۱
روح کا جسم لطیف ہونا	۱۱۲
خواب کی مثال	۱۱۳
روح حادث ہے اور اسکا مبدأ قدیم	۱۱۳
ظاہر اور مظہر کے احکام کا فرق	۱۱۴
روح جوہر ہے یا جسم لطیف	۱۱۴
روح کا بدن سے جدا ہونا	۱۱۵
روح کا ہر چیز میں ہونا	۱۱۶
المعراج فی القرآن	۱۱۹
اسراء اور معراج کا فرق	۱۱۹
جمہور امت کا عقیدہ	۱۲۰
معراج پر شبہ اور اسکا حل	۱۲۳
بیت المقدس لیجانے کی حکمت	۱۲۵

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعجاز القرآن

تمہید

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

امابعد

زمانہ کے حالات اسوقت مقتضی ہوئے کہ دارالعلوم دیوبند کے طلبہ کے ایسی تقاریر کا ایک سلسلہ شروع کیا جائے جنمیں اسلام کے عام اصول و قواعد کی تحقیق اور قرآنِ کریم کی حکیمانہ تعلیم اور اس کی عظمت شان ظاہر کرنیوالی حقائق زیادہ سے زیادہ واضح، معقول، اور دلنشین پیرایہ میں بیان کی جائیں اور طلبہ کی ایک جماعت کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ یہاں سے جاکر اپنے ناواقف یا کم علم بھائیوں کے ایمان کی حفاظت اور منکرین یا مشککین پر خدا کی حجت تمام کرسکیں، اسی نیت سے اس ناچیز نے چند روز ہوئے کہ ایک سلسلہ بیانات کا شروع کیا اور چونکہ کچھ عرصہ سے آریوں کے شور و غوغا نے ملکی سطح میں تلاطم اور اسلامی حلقوں میں حمایت حق کا ہیجان پیدا کر رکھا ہے۔ اس لئے ان بیانات میں خصوصیت سے آریہ سماج کے اصول و خیالات مرعی رہے ہیں، تمام مباحث سے پہلے میں نے مناسب خیال کیا کہ قرآن کریم کے اعجاز اور کلام الٰہی ہونیکے

Marfat.com

متعلق ایک بسوط اور مفصل تقریر کر دی جائے۔ جس کے بعد ایک انصاف پرست اور طالب حق کے لئے یہ گنجائش باقی نہ رہے کہ وہ قرآن کریم کی عظمت و جلالت سے انکار کر سکے یا اس کی روشنی کے قبول کرنے سے روگردانی کرے۔ اس بحث کے ضمن میں اور بھی کئی مفید اور اہم بحثیں آگئی ہیں اور ایسا ہونا ناگزیر تھا۔ اعجاز قرآن کی تحقیق اسی وقت حد تکمیل کو پہنچ سکتی تھی کہ اول اعجاز کی بحث ہو یعنی یہ کہ معجزہ کیا چیز ہے اس کی ضرورت کیا ہے۔ اس کا وجود قطرۃ (یا نیچر) کے خلاف تو نہیں، وہ دلیل نبوۃ کس طرح بن جاتا ہے۔ اور معجزہ جیسے فعلی ہوتا ہے قولی بھی ہوتا ہے؟ پھر یہ بتلانا ہوگا کہ وحی کیا چیز ہے اس کی ضرورت بندوں کو کیا ہے، اس میں تدریج ہو سکتی ہے یا نہیں، قرآن جسے ہم سب سے آخری وحی الٰہی اور کلام ربانی مانتے ہیں۔ اس کو ہم کیوں معجزہ کہتے ہیں۔ اور کس طرح کلام الٰہی اور وحی ربانی ماننے پر مجبور ہوئے ہیں؟ غرض یہ مضمون جب اپنے نزدیک مکمل ہو گیا اور بقدر کفایت اس کے سب اطراف و جوانب روشنی میں آگئے تو بعض احباب کی قلمبند کی ہوئی یادداشتوں کو خاکسار نے ایک رسالہ کی صورت میں مرتب کر دیا تاکہ غائبین کے حق میں بھی اس کا نفع عام ہو اور مضمون چھپ کر ضیاع سے محفوظ ہو جائے۔ آئندہ بھی اگر خدا نے توفیق دی تو یہی صورت اختیار کی جائے گی۔ جن لوگوں کو ان رسائل کے مطالعہ کا اتفاق ہو ان سے میری درخواست ہے کہ وہ رسالہ کو ایک تقریر کی صورت میں دیکھیں اور مہربانی فرما کر اول سے آخر تک پڑھ جائیں۔ کیونکہ مضمون کا پورا لطف اور فائدہ اس کے بغیر حاصل نہ ہوگا۔ بعض مضامین جو بہت ہی خشک فلسفیانہ،

Marfat.com

ہوتے ہیں خواہ ان کو کتنا ہی سہل عبارت میں ادا کیا جائے لیکن عام لوگوں کو ان کے پڑھنے میں پوری دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ ایسے معرکۃ الآرا مسائل کی تحقیق میں ناظرین کو اس طرح کے بعض مضامین سے اکتانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ مؤلف کو ان کے ترک نہ کر سکنے میں معذور خیال کیجئے اور ہمت کر کے پوری کتاب کو پڑھ جائیے آخر لکھنے والے کی محنت سے تو پڑھنے والے کی محنت زیادہ نہ ہوگی۔ یہ ہی مضمون (**اعجاز القرآن**) جو آپ کے سامنے ہے اہل علم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کا ابتدائی حصہ کس قدر ضروری ہے جو کسی طرح حذف نہیں کیا جا سکتا تھا اور یہ کہ اس میں کتنے مشکل مسائل کو حل کیا گیا ہے۔ چونکہ اس سالے کا موضوع بحث اعجاز القرآن ہے اس لئے اوّلاً مجھے چند ایسے اصول مبادی کے طور پر بیان کرنا ضروری ہیں جو قرآن کی عظمت اور اعجاز کے سمجھنے میں مدد دینے والے ہوں۔ لہذا وہ اگرچہ آپ کے نزدیک فی الحال اصل مبحث سے بے تعلق ہوں مگر میں ان ہی سے اپنی تقریر کا آغاز کرتا ہوں۔ وبا اللہ التوفیق

اصل اوّل

"کیوں" کا سوال کہیں نہ کہیں ختم کرنا ضروری ہے

مکونات (سب جگت) میں جو جو واقعات و حوادث پیش آتے ہیں۔ ہر چیز پہ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ یہ کیوں ہوا مگر ہر شخص کو ناچار ایک جگہ پہنچ کر یہ سوال ختم کرنا پڑے گا۔

تشریح :۔ مثلاً لکڑی آگ میں ڈال دی اور آگ نے اس کو جلا دیا۔ تو سوال

Marfat.com

ہوسکتا ہے کہ آگ نے اس کو کیوں جلا دیا؟ پانی آگ پر بہایا تو سوال ہو سکتا ہے کہ پانی نے آگ کو کیوں بجھا دیا؟ کسی نے زہر کھایا اور مر گیا تو سوال ہوسکتا ہے کہ زہر نے اس کو کیوں مارا؟ آم کے درخت پر صرف آم ہی کیوں لگتا ہے؟ یہ سوالات وہاں بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ جہاں آثار کا صدور ارادہ اور اختیار کے توسط سے نہ ہو جیسے آگ کا جلانا، زہر کا مار ڈالنا، آم کے درخت پر صرف آم ہی کا لگنا۔ آگ اور آم کے درخت اور زہر کے اختیار سے باہر ہے، لیکن اگر کہیں توسط ارادہ و اختیار بھی ہو، تو وہاں یہ سوال اور بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔ جیسے کوئی کافر اسلام لے آئے یا مسلمان مرتد ہو جائے۔ والعیاذ باللہ منہ، تو سوال کر سکتے ہیں کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ غرض کہ ہر چیز (کیوں) سوال کے تحت میں آ سکتی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا کہیں کیوں کا سلسلہ بند بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ آؤ اس کی تفتیش ہم کسی ملحد یا مادہ پرست کو سامنے رکھ کر کریں۔ مثلاً ایک شخص طاعون کی بیماری سے فوت ہوا تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ طاعون کیوں ہوا؟ جواب یہی ملے گا کہ زہریلے جراثیم کے پھیلنے سے پھر ہم دریافت کریں گے کہ جراثیم کیوں پھیلے کہا جائے گا کہ آب و ہوا کی خرابی سے؟ بس ابھی یا ایک دو کیوں کا جواب دیکر کیوں کا سلسلہ بند ہو جائے گا اور سنیئے آگ کیوں جلاتی ہے، اس لئے کہ اس میں حرارت مفرط ہے۔ حرارت مفرط آگ میں کیوں ہے، آگے کیوں کا سلسلہ بند ہو گیا اور اگر ساری دنیا کے فلاسفہ اور حکمار بھی جمع ہو جائیں گے۔ تو اس سے آگے کیوں کا جواب نہیں دے سکتے جو لوگ فاعل مختار کو چھوڑ کر صرف

Marfat.com

مادہ کے قائل ہو گئے ہیں ان سے اور بھی ایک دو باتیں دریافت کر دیں اجزائے مادہ سے آفتاب بن گیا ان سے چاند کیوں نہیں بنا جن ذرات سے چاند متکون ہوا ان سے بجائے چاند کے سورج کا تکون کیوں نہیں ہوا۔ جن مواد سے تاروں کی کروی الشکل ہستیاں موجود ہوئیں ان مواد سے سنگریزے کیوں نہیں بن گئے۔ جن اجزاء سے پاؤں کے تلوے بنائے گئے ان سے سر کی کھوپڑی کیوں نہ بنی؟ ہاتھی کی روح میں جو طاقت ہے کہ وہ بڑی بڑی قوی چیزوں کو مسل ڈالتا ہے وہ چیونٹی روح میں کیوں نہ آئی، اور چیونٹی کی روح جو ذرا سے اشارہ سے صفحہ ہستی سے رخصت ہو جاتی ہے، اسقدر کمزور کیوں واقع ہوئی، شیر کی روح نے اسقدر قوت کیوں پائی کہ وہ بڑے بڑے عظیم الجثہ حیوانات کو چیر پھاڑ کر ان کے پرخچے اڑا دیتا ہے مقناطیس صرف لوہے کو کیوں کھینچتا ہے۔ گھاس کے تنکوں کو کیوں نہیں کھینچتا، لوہا اسقدر بھاری اور روئی اتنی ہلکی کیوں ہے۔ وقس علیٰ ہذا۔ غرض کہ ارواح کی قوتوں اور مادہ کی استعدادوں اور خواص میں اسقدر تفاوت کیوں ہے۔ ان ہی چند مثالوں سے واضح ہو گیا کہ ہر چیز کی علت اور سبب کی تلاش اور کیوں کے جواب کا سلسلہ کوئی ہستی خواہ وہ خدا پرست ہو یا مادہ پرست ملحد ہو یا موحد زیادہ دور تک جاری نہیں رکھ سکتی بلکہ کسی نہ کسی درجہ پر یہ سلسلہ طوعاً و کرہاً خواہ مخواہ بند کرنا پڑے گا اور بند کرنے میں ملحد اور موحد دونوں برابر ہیں، البتہ فرق اگر ہے تو بند کرنے کے طریقہ میں ہے مادہ پرست سوالات مذکورہ کے جواب میں کہے گا کہ مادہ میں جیسی استعداد تھی ویسی ہی صورت قبول کر لی جب یہ سوال کرو گے کہ مادہ میں استعداد کیوں مختلف تھی جواب یہ دیں گے کہ آگے سوال نہیں ہو سکتا آم کے درخت پر آم کے متعلق یہ متو

Marfat.com

گے کہ اس کی صورت نوعیہ کا اقتضاء یہ ہے اسی طرح سنکھیا کا مہلک ہونا بھی اس کی صورت نوعیہ پر محول ہے دیکھو بڑے بڑے دہریہ جب وہ ہیولی کی استعداد اور مادہ کی قابلیت اور صورت نوعیہ کے اقتضاء پر پہنچے تو آگے بڑھنے سے ان کی بلند پروازی رک گئی اسیطرح موحد کا حال ہے کہ وہ بھی ایک خاص حد پر پہنچ کر اپنی پرواز کو ختم کر دیتا ہے۔

کیوں کے بند کرنے میں ملحد اور موحد کا فرق

البتہ اتنا فرق ہے کہ ملحد سے جب سوالات کرو گے تو مادہ، صورت نوعیہ مادوح کے خواص پر سوالات کو ختم کرے گا اور موحد کہیگا کہ جو چیزیں جن خواص و آثار کیساتھ موجود ہیں اللہ جل جلالہ کے علم ازلی محیط میں ان کا اسی طرح ہونا مناسب تھا، اگر مادہ پرست کہے کہ اللہ کے علم محیط میں یہ ہی کیوں مناسب تھا اس کا جواب یہ ہے کہ جب تم نے مادہ کی استعداد کے سامنے سر جھکا دیا تو اس میں کیا عیب ہے کہ ہم خدا تعالے کے علم کے سامنے سر جھکائیں؟۔
اگر تم صورت نوعیہ اور روح و مادہ کے سامنے سجدہ کرکے اور عاجز ہو کر سوالات کے سلسلہ کو بند کرنے کا حق رکھتے ہو تو ایک موحد کو کون روک سکتا ہے کہ وہ اپنے پیمانہ فہم کو تنگ اور قوۃ ادراک کو علم الٰہی کے ادراک سے قاصر وحقیر و ناچیز سمجھ کر اس خدائے قدوس و برتر کے سامنے سجدہ کرے جس کو زمین و آسمان کی ہر چیز سجدہ کرتی ہے جہاں تم نے سوال کا سلسلہ ختم کر دیا روح کی قوت اور مادہ کی استعداد پر وہاں میں کہوں گا کہ اس کو منتہی کر واللہ جل جلالہ کے علم محیط

Marfat.com

ازلی پر جس طرح مادہ اور روح کے خواص کو تم ازلی کہتے ہو جس میں ارادہ اور اختیار کو کوئی دخل نہیں، اسی طرح خیال کرلو کہ اللہ تعالٰے کا علم محیط بھی ہمارے نزدیک بلکہ تمام اہل ملل کے نزدیک ازلی ہے، خدا کو یہ اختیار نہیں کہ وہ علم کو ایک منٹ کے لئے اپنے سے جدا کر کے جاہل رہ جائے (معاذ اللہ) خلاصہ یہ اختیار نہیں رکھتا کہ وہ اپنے کو خدا نہ رہنے دے۔

وَ اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی ہ	اور ہر چیز کی انتہا تیرے رب کی طرف ہے۔
لَا یُسْاَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ	اس کے کاموں کی نسبت سوال نہیں کیا جا
ھُمْ یُسْئَلُوْنَ ہ	سکتا ہاں بندوں سے باز پرس ہو سکتی ہے۔
وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ہ	اور تم کو تو صرف ایک ذرا سا علم دیا گیا ہے۔
سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا	پاک ہے تو اے پروردگار جس قدر تو نے
مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ	بتلا دیا اس کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے بیشک
الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ہ	تو ہی ہے، جاننے والا اور حکمت والا ہے۔
و فی الحدیث الصحیح فلینتہ	(جب خدا تک سوال کا سلسلہ پہنچے، تو چاہیئے
وَ لْیَسْتَعِذْ بِاللہِ ۔	کہ آدمی رک جائے اور اللہ کی پناہ ڈھونڈے

اصل دوم

قدرۃ اور عادۃ میں فرق، عادۃ کے مراتب، خرق عادت کی حقیقت

جو لوگ خدا کی ہستی اور اس کے وجود کے قائل ہیں ناچار ان کو تسلیم کرنا پڑا ہے کہ اللہ کی ایک قدرت ہے اور ایک ارادہ اور ایک اس کی عادت

Marfat.com

ہے اور یہ تینوں ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں قدرت اور عادت میں بسا اوقات التباس ہو جاتا ہے مثلاً عام طور پر ایسے امور کے متعلق جو سلسلہ اسباب و مسبباب کے خلاف واقع ہوں کہدیا جاتا ہے کہ یہ امر قانون قدرت کے خلاف ہے اور اہل الحاد اسی بہانہ سے بہت سے صحیح مسائل کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ کہنا ہی غلط ہے کہ یہ امر قانون قدرت کے خلاف ہے یہ لوگ اس لفظ کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ اسوقت میرا روئے سخن دہریوں کیطرف نہیں آریوں کی طرف ہے اور آریہ بھی قانون قدرت کا لفظ بہت استعمال کیا کرتے ہیں لیکن خود بھی پرمیشور کو سرو شکتیمان (قادر مطلق) مانتے ہیں جیسا کہ ہم خدا کو قادر مطلق مانتے ہیں پس اگر وہ واقعی سرو شکیتمان اور قادر مطلق ہے تو اس کی قدرت میں یقیناً یہ داخل ہے کہ سبب کو بدون مسبب کے اور مسبب کو بدون سبب کے پیدا کر دے۔ مثلاً آگ موجود ہو مگر نہ جلادے یا کوئی چیز جل جاوے مگر آگ موجود نہ ہو یا مثلاً ہم قادر مطلق کی عادت یہ دیکھتے ہیں کہ بچہ عورت کے رحم سے نکلتا ہے اور پھر بتدریج نشوونما پاتا ہے چنانچہ کسی نے نہیں دیکھا ہو گا کہ کوئی جوان انسان آسمان سے اترا ہو یا زمین سے اگ آیا ہو مگر اس عادۃ مستمرہ کے خلاف ماں کے رحم اور نطفہ کے توسط کے بدون انسان کو پیدا کرنا بھی اس سرو شکیتمان کی قدرت میں داخل ہے۔ کیونکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ دلیل و نہار کی طرح یہ عالم بھی فنا ہو کر پیدا ہوتا رہتا ہے اور جیسے رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات آتی ہے اسیطرح عالم کا سلسلہ فنا و بقا یکے بعد دیگرے جاری ہے

Marfat.com

اور عالم کے فنا کے زمانے کو وہ پرلے "کانعانہ کہتے ہیں اور اس وقت میں ان کے خیال کے موافق سارا عالم فنا ہو جاتا ہے اور سب کچھ مٹ مٹا کر خدا کی ذات میں سما جاتا ہے اور جیسا کہ رگوید میں تصریح ہے صرف پر برہم کی سامرتھ (خدا کی قدرت باقی رہ جاتی ہے باقی سب کچھ نیست ونابود ہو جاتا ہے اور ایک مدت دراز تک اسیطرح عالم فنا میں پڑا رہتا ہے۔ اس کے بعد نئے سرے سے پھر پیدا ہو جاتا ہے۔ اب دنیا کا جو دور چل رہا ہے اس کا حساب سوامی دیانند سے نہ معلوم کس بہی کھاتہ سے لگا کر یہ کہا ہے۔ کہ ایک ارب چھیانوے کروڑ کچھ لاکھ ہزار برس سے یہ دنیا موجود ہے اس سے پہلے غیر متناہی مرتبہ دنیا مٹتی اور پیدا ہوتی چلی آئی ہے اور موجودہ دور بھی اپنے وقت پر جب خدا چاہے گا فنا ہو جائے گا، اس عقیدہ کا رد اسوقت بہت نہیں۔ بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ جب دنیا پرلے کے بعد نئے سرے سے پیدا ہوتی ہے تو مختلف مخلوقات خصوصًا انسان کہاں سے آتے ہیں۔ سوامی دیانند لکھتے ہیں کہ پرلے کے بعد جو انسان پیدا ہوتے ہیں ان کی پیدائش کی کیفیت متعارف طریقہ سے بالکل علیحدہ ہے یعنی ہزاروں انسان بغیر ماں باپ کے جوان محض خدا کی قدرت اور اس کے ارادہ سے بدون متعارف سلسلہ اسباب طبیعہ کے بن جاتے ہیں، اب جو مذہب یہ کہتا ہے وہ مذہب قطعًا یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ اس کے بعد سرو شکیمان کو اس ظاہری سلسلہ اسباب میں ایسا جکڑ بند کر دے کہ خواہ کیسی ہی حکمت اور مصلحت کا اقتضاء ہو مگر وہ ایک منٹ کے لئے ان اسباب کے سلسلہ سے الگ ہو کر کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام کرنے سے بھی مجبور اور عاجز ٹھہرے۔

Marfat.com

جب ان کے اعتراف کے مطابق پرلے کے بعد اس عادت مستمرہ کے برخلاف غیر متناہی دفعہ ایسا ہو چکا ہے اور ہوتا رہے گا تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جو خدا اب سے ایک ارب سال پہلے دیرلے کے بعد قادر تھا کہ بدوں ماں باپ کے انسان کو پیدا اور بدو اسباب کے مسببات کو موجود کر دے اب اس کی قدرت کو کس چیز نے سلب کر دیا کہ ایک یا دو ارب سال کے بعد ایسا نہ کر سکے، معلوم ہوا کہ خرق عادت یعنی کبھی کبھی سلسلہ اسباب سے علیحدہ ہو کر محض وسیع قدرت کے اظہار کے طور پر کوئی کام ایسا کرنا اس کی قدرت کے خلاف نہیں۔ ہاں عادت اور معمول کے خلاف ہوگا، لہذا اس کو قانون عادت کے خلاف کہنا صحیح ہو تو ہو مگر قانون قدرت کے خلاف قرار دینا اس لفظ کا غلط استعمال اور مغالطہ دینے والی تعبیر ہے مثلاً اہل اسلام کے عقیدہ کے موافق ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا گیا اور وہ نہ جلے تو خدا کی اس عام عادت کے تو خلاف ہوا جو آگ کے متعلق ہے کہ وہ جلانے کا سبب ہے لیکن قدرت کے خلاف نہ ہوگا جس نے اس میں یہ خاصہ احراق ودیعت کیا ہے۔

آریوں کے چار رشیوں کے علاوہ کسی اور سے خدا کا ہمکلام ہونا قدرت کے خلاف نہیں البتہ عادت کے خلاف ہے

آریہ کہتے ہیں کہ ہر پرلے کے بعد چار ویدوں کا الہام چار معین اشخاص کو ہوتا ہے جن کے نام بھی لکھے ہیں۔ وایو، اگنی، انگرا، ادیتہ کہا جاتا ہے کہ یہ چار رشی ہیں گو تاریخ ایسے ممتاز انسانوں کا کوئی پتہ نہیں دیتی اور نہ ان کی کوئی

Marfat.com

سوانح بتلا سکتی ہے بلکہ ان کو چار انسان بتانا بھی سوامی دیانند کی کوشش کا نتیجہ ہے جو ان ہی کے دائرہ اثر تک محدود ہے دوسرے بڑے بڑے فرقے ہنود کے اس تشریح دوسری طرح پر کرتے ہیں تاہم مجھے اس وقت اس سے بحث نہیں مجھے تو یہ کہنا ہے کہ آریہ سماج کے نزدیک ہر پرلے کے بعد ان ہی چار رشیوں پر چار ویدوں کا الہام جگ کی ابتدا میں ہوتا ہے بعد میں کوئی کتاب کسی پر نہیں اترتی اور ہر پرلے کے بعد وہی چار وید اترتے ہیں کہ جو پہلے اتر چکے ہیں ان میں بھی تغیر اور تبدل نہیں ہو سکتا میں کہتا ہوں کہ حق تعالیٰ ان ہی چار رشیوں سے ابتدائے آفرینش میں کلام کرتا ہے اور کسی سے نہیں کرتا۔ گویا خدا کا بندوں سے ہمکلام ہونا اس کی عام عادت نہیں بلکہ خاص عادت ہے جو خاص زمانہ میں مخصوص بندوں کی نسبت ظاہر ہوتی ہے حالانکہ خدا اس سے مجبور اور عاجز نہیں کہ اگر وہ چاہے تو کسی اور سے بھی کسی وقت کلام کرلے تو مجھے اس وقت یہ کہنا ہے کہ خود آریوں کے اصول کے موافق بھی دو چیزیں الگ الگ ہوئیں ایک قدرت۔ اور ایک عادت۔ اور یہ کہ عادت کے خلاف کوئی کام کرنا بھی قدرت سے خارج نہیں ہے پس اسباب سے مسبب کا پیدا کرنا خدا کی عادت ہے اور بلا سبب کے مسبب بنا دینا قدرۃ کا کام ہے۔ اسباب کا سارا سلسلہ قدرۃ کا بنایا ہوا ہے نہ یہ کہ قدرت اسباب کی بنائی ہوئی ہے اور اس لئے قدرت تو اسباب پر حاکم ہوگی لیکن اسباب معاذ اللہ قدرت کے پاؤں میں کوئی زنجیر نہیں ڈال سکتے قرآن کریم نے بھی قدرت اور عادت میں فرق کیا ہے۔

Marfat.com

وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ

یہ تو اللہ کی قدرت اور ارادہ کا تعارف ہوا۔ اب عادۃ کا بیان سنئے۔ فرماتے ہیں۔

فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۝	یہی فطرت (نیچر) ہے جس پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا خدا کے (قانون) پیدائش کو کوئی بدل نہیں سکتا۔
وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝	خدا کی عادت میں تم ہرگز کوئی تبدیل و تغیر نہ پاؤ گے۔
سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۝	یہ خدا کی عادت ہے جو اپنے بندوں کے متعلق پہلے سے چلی آتی ہے۔

یہ غیر متبدل سنت اللہ عادۃ اللہ ہے بس معلوم ہوا کہ عادت اور قدرت میں فرق ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص ہمیشہ عمامہ باندھنے کا عادی ہے یا کوئی ہمیشہ چاول کھاتا ہے۔ یہ تو اس کی عادت ہوگی مگر باوجود اس کے بھی وہ ٹوپی اوڑھنے یا روٹی کھانے پر قادر ہے اسی کا نام قدرت ہے ہر انسان اپنے اندر اس بات کو پاتا ہے۔ مثلاً لڑکا اپنے ناتوان باپ کو مار سکتا ہے (یہ اس کی قدرت ہے) مگر نہیں مارتا یہ اس کی عادت ہے۔

عادت عامہ و خاصہ

ہاں عادت میں بھی تفصیل ہے ایک عادت عام غیر موقت اور مستمر

Marfat.com

ہوتی ہے ایسی عادت سے ہر خاص و عام واقف ہو جاتا ہے اسی کو نقل کیا جاتا ہے مثلاً ایک طالب علم مدرسہ میں داخل ہوا اور اساتذہ کی عام عادت دیکھی تو وہ یہاں سے جاکر اسی عادت کو نقل کرے گا جو ہمیشہ مدرسہ میں روزمرہ مشاہدہ کرتا رہا ہے دوسری عادت موقت یعنی خاص وقت کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے اس کو عادت خاصہ کہنا چاہیئے مثلاً کوئی ہمیشہ روٹی کھاتا ہے مگر عید کے روز ہمیشہ چاول کھایا کرتا ہے پس جس شخص نے اس کو عید کے روز چاول کھاتے نہ دیکھا ہو وہ کہیگا کہ چاول کھانا اس کی عادت نہیں مگر جس نے دس پانچ مرتبہ عید کی عادت بھی دیکھی ہے وہ کہیگا کہ روٹی کیطرح چاول کھانا بھی اس کی عادت میں داخل ہے ایک عام مستمر عادت ہے دوسری خاص موقت۔ دونوں اپنے اپنے خیال اور تجربہ کے موافق درست کہتے ہیں۔ مگر دوسرے کا کہنا مطابق واقعہ ہے اس لئے کہ اس کو اس شخص کے تمام زمانے پر نظر ہے وہ جیسا عادت عامہ سے واقف ہے ویسا ہی عادت خاصہ سے بھی آگاہ ہے یاد رکھو جس کا نام ہم معجزہ رکھتے ہیں وہ بھی ایک فعل اللہ تعالیٰ کا ہے جو اس کی عام عادت کے گو خلاف ہو مگر عادت خاصہ کے خلاف نہیں ہوتا بلکہ اس کے مطابق اور موافق ہوتا ہے کیونکہ خاص خاص اوقات اور خاص خاص مصلحتوں کے وقت عام عادت کے توسط کو چھوڑ کر محض قدرت سے خوارق اور معجزات کا ظاہر کرنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاص عادت ہے مثلاً ایک آدمی کو ہم نہایت متحمل مزاج۔ حلیم الطبع سمجھتے ہیں کہ ہزار گالیاں سننے پر بھی غصہ نہیں آتا مگر اس کی طبیعت میں یہ بھی ہے کہ مذہب پر اگر کوئی حملہ کر دے تو باوجود اسقدر بردباری کے

Marfat.com

غصہ سے بیتاب ہوکر آپے سے باہر ہوجاتا ہے کیا اس کی عادت نہیں سمجھی جائیگی اللہ تعالیٰ کی عام عادت ہے کہ اسباب سے مسببات کو پیدا کرتا ہے لیکن یہ بھی اس کی عادت ہے کہ جب اپنے مقربین (انبیائے کرام) کی تصدیق کرانا ہوتی ہے توان کے ہاتھوں، پروہ علامات ظاہر کرتا ہے جس سے لوگ سمجھیں کہ بیشک یہ اس کے مقربین اور متعمد خاص ہیں جن کے دعوئی کی تصدیق کے لئے وہ خلاف معمول چیزیں پیش کر کے ساری مخلوقات کو اس کی مثل لانے سے عاجز کر دیتا ہے اور یہی ہونا بھی چاہیئے عقل اور فطرۃ کا اقتضا بھی یہی ہے کہ خدا اپنے خاص بندوں کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو دوسروں سے نہ کرے کیا ایک گاؤں کے مکھیا یا نمبردار کے کہنے سے وائسرے وہ کام کر سکتا ہے جو کہ ایک صوبہ کے گورنر کے کہنے سے کرتا ہے؟ ماں، باپ، بیوی، احباب، اقارب، حکام، رعایا غرض ہر ایک کے ساتھ انسان کا معاملہ اور اس کی عادت جداگانہ ہوتی ہے جو ثابت کرتی ہے کہ یہ حاکم ہے یہ محکوم ہے، اور یہ باپ ہے، اور یہ لاڈلا بیٹا ہے بسا اوقات جو بے تکلفی یا خلاف طبع امور کا تحمل آدمی اپنے مخلصوں اور دوستوں کی رعایت سے کر لیتا ہے وہ ہرگز ساری دنیا کے دباؤ سے نہیں کر سکتا۔ ایک استاذ کا خاص خاص شاگردوں کے ساتھ جو معاملہ ہوتا ہے وہ تمام طلبہ سے مستثنیٰ ہوتا ہے ان سب چیزوں میں عام عادت سے علیحدہ معاملہ کرنا ہی قرین قیاس اور عقل و فطرۃ کے موافق ہے تاکہ قریب کا قریب اور بعید کا بعید ہونا لوگوں پر واضح ہو جائے اس امر کو ملحوظ رکھ کر میں یہ کہتا ہوں کہ معجزہ فطرۃ کا مقتضائے ہے اسکے مخالف کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ اگر معجزات ظاہر نہ ہوں تو یہ حکمت کے خلاف ہوگا۔

Marfat.com

سفاہت ہوگی ع۔

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

جو لوگ خدا کے یہاں وجیہہ ہیں، اپنی جان اپنی آبرو، ہتھیلی پر رکھ کر خدا کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور خدا ہی ان سے یہ دعویٰ کراتا ہے کہ آج تمہاری سب کی نجات میرے اتباع میں منحصر ہے ضرورت ہے کہ ان کی وجہ سے عام عادت سے بالاتر کارنامے خدا کی قدرت کے ظاہر ہوں جو کہ تمام دنیا کو اپنی نظیر پیش کرنے سے تھکادیں اور تمام مخلوق کو عاجز کردیں یہی معنی ہیں معجزہ کے یاد رکھئے کہ معجزہ خدا کا فعل ہوتا ہے۔اس کو نبی کا فعل سمجھنا سخت غلطی ہے۔

معجزہ خدا کا فعل اور اس کی خاص عادت ہے

معجزہ قانون عادت عامہ کے خلاف اور عادت خاصہ کے موافق اللہ کا ایک فعل ہے جو کہ تمام مخلوق کو تھکا دینے اور عاجز کر دینے والا ہوتا ہے تاکہ تاکہ اللہ تعالیٰ سچے مدعی نبوت کا وہ رتبہ تمام جہان پر واضح کر دے جو کہ اس کے یہاں اس کو حاصل ہے اور یہی حکمت کا اقتضا بھی ہے کیا میں اپنے بیٹے کے ساتھ جو عادت برتونگا وہی ایک عامی آدمی کے ساتھ بھی کرونگا؟ نہیں۔بلکہ جیسے تعلقات ہوتے ہیں ویسا ہی معاملہ ہوتا ہے پس ضروری ہے کہ اللہ کے ساتھ بھی جن کا جیسا تعلق ہو ویسا ہی ادھر سے معاملہ اور برتاؤ بھی ہو یہی معجزہ کی حقیقت ہے جس سے آجکل کے مادہ پرستوں کو اسقدر گھبرانے اور وحشت کھانیکی ضرورت نہیں۔

Marfat.com

ہم نے خدا کو اس کے کاموں سے پہچانا ہے

اس کے بعد ہمیں سوچنا چاہئے کہ وہ کیا چیز ہے جس نے ہم کو خدا کے ماننے پر مجبور کیا؟۔

(**جواب**) سو یہ بات ظاہر ہے کہ جب ہم کو مکونات میں مختلف افعال و آثار دیکھتے ہیں تو بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کو ہم کسی سبب کی طرف منسوب کرتے ہیں چھت گری اور اس کے نیچے کوئی دب کر مر گیا۔ بجلی گری اور کوئی شخص جل گیا اور بعض ایسے ہیں جن کو کسی سبب کی طرف منسوب نہیں کر سکتے جیسے کسی پر بجلی گری، مگر نہیں مرا یا چھت گری مگر وہ زندہ نکلا اس قسم کے واقعات کو کسی چیز پر محول نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ محض خدا کی قدرت سے ایسا ہوا کیونکہ یہاں بظاہر اسباب کا سلسلہ اسی واقعہ کے مخالف تھا۔ چاند سورج کو گہن لگتا ہے اس کا سبب بیان کیا جاتا ہے بارش برستی ہے اس کا سبب بیان کرتے ہیں لیکن اسباب کا سلسلہ ضرور کہیں نہ کہیں مجبوراً بند کیا جاتا ہے اور وہاں پہنچ کر اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ چیزیں قدرتی ہیں غرض قدرتی چیزیں وہ کہلاتی ہیں جن کا بنانا تمام مخلوق کی قدرت سے باہر ہو اور جس دیکھ کر لامحالہ ایک قادر مطلق کا اقرار کرنا پڑتا ہے اسی لئے حق تعالیٰ نے ایسی اشیاء کے وجود سے اپنے وجود پر استدلال فرمایا ہے قرآن عزیز میں فرماتے ہیں:۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ — بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے پیدا کرنے

Marfat.com

وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ
اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ
الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا
يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ
اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ
مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ
مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ
دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ
وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ
السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

میں اور رات دن کے ادل بدل میں اور جہازوں
میں جو لوگوں کے فائدہ کی چیزیں (مال تجارت
وغیرہ) سمندروں میں لیکر چلتے ہیں اور مینہ میں جو
اللہ آسمان سے برساتا پھر اسکی ذریعہ سے
زمین کو اسکے مرے پیچھے دوبارہ زندہ کرتا ہے
اور ہر قسم کے جانوروں میں جو خدا نے روئے
زمین پر پھیلا رکھے ہیں اور ہواؤں کے
ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر پھیرنے میں
اور بادلوں میں جو خدا کے حکم سے آسمان و
زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں (غرض ان
سب چیزوں میں) ان لوگوں کیلئے جو عقل
رکھتے ہیں بہترین نشانیاں موجود ہیں۔

آسمان اور جو سیارات اس میں ہیں جیسے چاند سورج وغیرہ ان سب کا وجود قدرتی ہے ان کی پیدائش کو کسی مخلوق کا فعل نہیں کہہ سکتے کیونکہ دنیا کی کوئی طاقت اس کے مثل بنانیکا حوصلہ نہیں کر سکتی زمین ہے کہ جس سے ہر قسم کی غذائیں اور رنگ برنگ کے پھول پھل نکلتے ہیں کسی کی طاقت نہیں کہ ایک ٹکڑہ اس جیسی زمین کا بنا دے۔ سورج ایک معین اور مضبوط نظام کے ماتحت ہمیشہ دن کو نکلتا ہے شام کو غروب ہو جاتا ہے کسی کی کیا طاقت ہے کہ اس کو ایک منٹ یا ایک سکنڈ کیلئے روک لے۔ ہوا ہے کہ اس پر کسی کا قابو نہیں انسان

R6131

Marfat.com

چاہتا ہے کہ پچھوا چلے مگر پروا چلتی ہے۔ سارا جہان مل کر پانچ منٹ کے لئے بھی پچھوا نہیں چلا سکتا۔ پانی کے بھرے ہوئے بادل کڑکتے اور گرجتے ہوئے نکل جاتے ہیں مگر کسی کو اختیار نہیں کہ بارش حاصل کر سکے زمین و آسمان کے درمیان بادل لٹکا ہوا ہے کسی کی طاقت نہیں کہ وہ قطرے لے سکے اور جب برستا ہے تو کسی کی قدرت نہیں کہ روک سکے۔ جب ان امور کو انسان دیکھتا ہے اور عاجز ہو جاتا ہے تو قدرت کو ماننا پڑتا ہے۔ طوفان خیز سمندر میں جہازوں کا چلنا۔ ہواؤں کا ادل بدل یہ سب چیزیں کسی کے قبضہ میں نہیں۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ	اور سورج ہے چلا جا رہا ہے اپنے ٹھکانے
لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ	کیطرف یہ اندازہ ہے زبردست حکیم کا باندھا
الْعَلِیْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْ	ہوا اور چاند ہے کہ مقرر کر دی ہیں ہم نے
نٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْ	اس کی منزلیں یہانتک کہ پھر لوٹ کر رہ
نِ الْقَدِیْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ	جاتا ہے کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح۔ نہ تو
لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا	سورج کو یہ لائق ہے کہ وہ جا پکڑے چاند
الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ	کو اور نہ رات کی مجال ہے کہ وہ آ جائے
كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝	دن ختم ہونے سے پہلے اور ہر سیارہ پڑا
	اپنے مدار میں گردش کر رہا ہے۔

یہ سب اس لئے ذکر کیا گیا کہ آپ سمجھ لیں کہ خدائی کام اور انسانی کاموں میں کس طرح تمیز ہوتی ہے خدائی کام وہ کہلاتا ہے کہ اس جیسا کرنے سے سب مخلوق عاجز ہو ازل و ابد کے انسانوں کو ملا دو لیکن کوئی نہ کر سکے یہی استدلال

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی کیا تھا۔ پہلے حیات اور ممات کے متعلق سوال کیا جب اس میں مخاطب (نمرود) کی عبادت دیکھی تو فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَأْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ،

میرا رب ایک قاعدہ سے ایک ضابطہ سے شمس کو چلاتا ہے خدائی کام وہ کہلاتا ہے کہ دنیا میں کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔

خدائی کام کی طرح خدائی کلام کو بھی سمجھنا چاہیئے

ٹھیک اسی طرح خدائی کلام وہ ہے کہ ساری دنیا اس جیسا کلام بنانے سے عاجز اور درماندہ ہو۔ ساری دنیا کو للکارا جائے، غیرتیں دلائی جائیں مقابلہ کے لئے کھڑا کیا جائے اور لوگ چاہیں کہ کسی طرح یہ روشنی بجھ جائے مگر پھر بھی ویسا کلام بنا کر نہ لاسکیں تو ہم سمجھیں گے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح خدائی کاموں کو بندوں کے کاموں سے الگ کر کے پہچان سکتے ہیں۔ کیونکہ ان دونوں میں بیّن اور واضح فرق ہوتا ہے۔ گلاب خدا کا بنایا ہوا ہے۔ اب تم بھی کاغذ کے پھول بناتے ہو، مگر تمہارے پھول پہ پانی کا ایک چھینٹا پڑ جاتا ہے تو آپ کی صنعت کا سارا پول کھل جاتا ہے۔ لیکن قدرتی پھول پہ پانی گرتا ہے تو اس میں اور زیادہ صفائی اور تازگی محسوس ہوتی ہے۔

معجزہ کوئی فن نہیں

بلاشبہ خدائی کام اور بندوں کے کام میں نمایاں امتیاز ہوتا ہے، خدائی کام کی

Marfat.com

نقل بندہ اتارتا ہے لیکن جاندار کو کبھی التباس بھی نہیں ہو سکتا۔ انسان جانداروں درختوں، پھولوں کی تصویر کھینچ لیتا ہے مگر ایک مچھلی کی آنکھ، ایک مکھی کا پر، ایک مچھر کی ٹانگ ہے بلکہ ایک جو کا دانہ تمام عالم مل کر بھی نہیں بنا سکتا۔ لاکھوں، مجسمے، کروڑوں بیل بوٹے دنیا کے صناع بناتے ہیں مگر مچھر کا ایک پر بنانے سے بالکل عاجز ہیں۔

لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ	کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ پیدا کر لیں ایک مکھی
اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ	کو اگرچہ وہ سب کام کیلئے اکٹھے ہو جائیں۔
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ	اللہ محجوب نہیں ہوتا اس سے کہ بیان کرے
يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً	مثال مچھر کی اور اس سے بھی زیادہ کمتر اور حقیر
فَمَا فَوْقَهَا ؕ	چیز کی۔

اسی کا نام خدائی فعل ہے اور جب ایسا فعل بدون ان اسباب کے جو کہ اس کے تکون کے لئے متعارف ہیں کسی مدعی نبوت کے ہاتھوں پر ظاہر ہو تو اسی کا نام معجزہ ہو جاتا ہے خواہ وہ جنس افعال سے ہو یا جنس اقوال سے اور جب کہ یہ ثابت ہوا کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو بدون تعاطی اسباب کے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ تو دوسرے خدائی کاموں کی طرح اس میں بھی کسی صانع کی صنعت کو دخل نہ ہو سکے گا۔ پس تنجیم، کہانت، مسمریزم، سحر، شعبدہ کی طرح معجزہ کوئی فن نہیں ہے جو کہ تعلیم و تعلم سے حاصل ہوتا ہو۔ یہ فنون سیکھنے سکھانے سے حاصل ہو سکتے ہیں لیکن معجزہ میں نہ تعلیم و تعلم ہے نہ انبیاء کا کچھ اختیار اس میں چلتا ہے نہ معجزہ صادر کرنے کا کوئی خاص ضابطہ اور قاعدہ ان کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

جب چاہیں ویسا ہی عمل کرکے ویسا ہی معجزہ دکھلا دیا کریں۔ بلکہ جس طرح ہم قلم لے کر لکھتے ہیں اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلم لکھتا ہے اور فی الحقیقت اس کو لکھنے میں کوئی اختیار نہیں ہوتا یہی صورت معجزہ کی بھی ہے۔ ایسا نہیں کہ انبیاء جسوقت چاہیں مثلاً انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کرسکیں۔ بلکہ جسوقت اللہ کی حکمت بالغہ مقتضی ہوتی ہے تو جاری ہوسکتے ہیں۔ برخلاف ان فنون کے جو تعلیم و تعلم سے حاصل کئے جاتے ہیں ان میں جسوقت چاہیں قواعد مقررہ اور خاص خاص اعمال کی پابندی سے یکساں نتائج اور ایک ہی طرح کے آثار دکیفیات دکھلائے جاسکتے ہیں مگر آج تک مدعیان نبوت واعجاز کی طرف سے کوئی درسگاہ معجزہ سیکھنے سکھانے کی نہ بنی نہ کوئی قاعدہ اور ضابطہ ممتہد ہوا۔ نہ کوئی کتاب تنجیم و مسمریزیم کی طرح معجزات سکھلانیوالی تصنیف کی گئی بلکہ وہ خدا کا فعل ہے جو تمام دنیا کو تھکا دیتا ہے اگر وہ فعل ہے تو اس جیسے فعل سے دنیا عاجز ہے اور اگر اقوال میں سے ہے تو اس جیسے کلام سے تمام دنیا کے بولنے والے مجبور اور درماندہ ہیں، رسول کے اختیار یا قدرت کو بھی اس میں کوئی دخل نہیں اسی واسطے انبیاء سے جب معجزات طلب کئے گئے تو انہوں نے اللہ پر محول کیا فرماتے ہیں۔

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى	اور وہ تم سے کہتے ہیں کہ ہم تو اسوقت تک
تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا	تم پر ایمان لانیوالے ہی نہیں کہ یا تو ہمارے
اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ	لئے زمین سے کوئی چشمہ بہانکالو یا کھجوروں
نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ	اور انگوروں کا تمہارا کوئی باغ ہو اور اسکے

Marfat.com

خلالها تفجيرا ○ او تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا ○ او تاتي بالله والملئكة قبيلا ○ او يكون لك بيت من زخرف او ترقى في السماء ولن نؤمن لرقيك حتى تنزل علينا كتابا نقرؤه ○ قل سبحان ربي هل كنت الا بشرا رسولا ○

بیچ میں تم بہت سی نہریں جلدی کر دکھاؤ یا جیسا تمہارا خیال ہے آسمان کے ٹکڑے ہم پر لا گراؤ اور خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کر دو۔ یا رہنے کیلئے تمہارا طلائی گھر ہو یا آسمان پر چڑھ جاؤ اور جب تک تم وہاں سے ایک کتاب اتار کر نہ لاؤ کہ ہم اسے پڑھ بھی لیں ہم تمہارے چڑھنے کو بھی باور کرنیوالے نہیں کہہ دو اے محمد صلعم، کہ میں رسول تو ہوں مگر بشر رسول ہوں، خدا نہیں ہوں یعنی معجزہ تو بشر کا فعل نہیں ہے۔ خدا کا فعل ہے، میرے قبضہ میں یہ نہیں کہ جو تم چاہو تمہیں دیدوں، بلکہ جس قدر خدا میری تصدیق کی علامات کے طور پر کافی اور مناسب جانتا ہے ظاہر کرتا ہے۔)

معجزہ کچھ ایسے حالات کیساتھ آتا ہے کہ اس میں شبہ کی گنجائش نہ رہے

جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دعوت دی اور معجزہ دکھلانیکے لئے عصا ڈالا اور وہ اژدہا بن گیا اس کا جواب دینے کے لئے فرعون نے بڑے بڑے ساحروں کو جمع کیا اور وہ بھی موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنی لاٹھیاں اور رسیاں لے کر پہنچ گئے وہ سمجھے ہوئے تھے کہ موسیٰ بھی ہمارے ہم پیشہ ساحر ہیں اسی لئے

Marfat.com

کہا۔ اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّکُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ تم پہلے ڈالو گے یا ہم۔ مگر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم پھینکو۔ جب انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں، پھینکیں اور وہ چلتے ہوئے سانپ نظر آنے لگے تو فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ خِیْفَۃً مُّوْسٰی) موسی اپنے دل میں ڈرے حالانکہ اگر وہ بھی پیشہ ور ساحر ہوتے تو ڈر کی کوئی وجہ نہ تھی شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ خوف کیوں طاری ہوا، اور کیوں طاری کیا گیا یعنی خوف کا منشا کیا تھا اور اس کے طاری کئے جانے میں کیا حکمت تھی؟۔ اگر یہ کہا جائے کہ سانپوں کی صورت دیکھ کر ڈر گئے موسیٰ جیسے پیغمبر کو ان لاٹھیوں سے کوئی خوف نہیں ہو سکتا تھا۔ خصوصاً جب کہ اس نوعیت کے اعلیٰ خوارق کا تجربہ بھی دو مرتبہ کر چکے تھے۔ پہاڑ پر جو واقعہ القائے عصا کا ہوا تھا اس پر لَا تَخَفْ سن چکے تھے کیونکہ وہاں بھی خائف ہوئے تھے۔ وَلّٰی مُدْبِرًا وَّ لَمْ یُعَقِّبْ اور اللہ نے وہیں ڈر اور خوف نکال دیا تھا۔

لَا تَخَفْ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ○ اے موسیٰ ڈرو مت یہاں انبیاء ڈرا نہیں کرتے۔

پھر دوسری مرتبہ فرعون کے سامنے بھی لاٹھی ڈال کر دیکھ چکے تھے۔ شیخؒ فرماتے ہیں کہ پہلی دفعہ پہاڑ پر بشری خوف تھا جو کہ وہیں نکل چکا تھا اب جو دوسری دفعہ طاری ہوا یہ اس وجہ سے کہ موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ میرے ہاتھ میں کوئی طاقت نہیں کوئی قدرت نہیں کہیں ساحرین کی اس شعبدہ بازی کے سامنے حق کا کلمہ پست نہ ہو اور بیوقوف لوگ فتنہ میں نہ پڑ جائیں

Marfat.com

چنانچہ جواب میں ارشاد ہوا۔

لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ڈرو مت تم ہی اونچے ہو کر رہو گے

یہ تو خوف کا نشانہ تھا اب اس کی حکمت فرماتے ہیں کہ جب ڈر گئے اور ڈرے ہوئے آدمی پر خوف اور گھبراہٹ کے جو آثار ہویدا ہوتے ہیں ان کو محسوس کر کے ساحرین یہ سمجھے کہ یہ ہمارے پیشہ کا آدمی ہرگز نہیں یا کم از کم اس کو کوئی ایسا ساحرانہ کمال معلوم نہیں جس سے یہ ہمارے مقابلہ میں اپنے قلب کو مطمئن رکھ سکے اب جو موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا جو باذن اللہ ان تمام جادو کے سانپوں کو نگل گیا تو ساحرین نے یقین کر لیا کہ یہ سحر سے بالاتر کوئی اور حقیقت ہے وہ سب بے اختیار سجدہ میں گر پڑے اور چلا اٹھے کہ ہم بھی موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر ایمان لاتے ہیں۔ فرعون نے بہت کچھ دھمکیاں دیں اور خوفزدہ کرنا چاہا مگر ان کا جواب صرف یہ تھا کہ۔

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِىْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى۔

جو کچھ تجھے فیصلہ کرنا ہے کر گزر تو اس سے زیادہ نہیں کر سکتا صرف اس دنیا کی (چند روزہ) زندگی کا فیصلہ کر سکتا ہے ہم تو اپنے سچے لا یموت پروردگار پر ایمان لا چکے ہیں تاکہ وہ ہماری خطائیں اور ان ساحرانہ حرکتوں کو معاف فرمائے جو تم نے ہم سے زبردستی کرائیں اور اللہ سب سے بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

اور جو لوگ ایسی آیات بینات کو دیکھ کر بھی راہ حق پر نہ آسکے ان کا بھی

Marfat.com

حال یہ تھا۔

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا

انہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا ظلم سے زیادتی سے حالانکہ ان کے دلوں کو سچائی کا، پورا پورا یقین حاصل تھا۔

خود فرعون کو خطاب کر کے حضرت موسیٰؑ فرماتے ہیں۔

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنزَلَ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا

تو خوب جانتا ہے کہ یہ آیات آسمان و زمین کے پروردگار کے سوا کسی نے نہیں اتاری اور فرعون بیشک میں تجھے سمجھتا ہوں کہ تو اس علم کے باوجود ہلاکت میں گر پڑا ہے

معجزہ میں دعویٰ نبوت کی شرط کیوں لگائی گئی

معجزہ میں دعویٰ کی شرط بھی کی گئی ہے یعنی نبوت کا دعویٰ بھی کرے اس کی وجہ یہ ہے کہ سب فرقے مانتے ہیں کہ خدا سب سے زیادہ سچا ہے۔ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا اور جھوٹ کے نقص سے اس کی ذات پاک ہے تو میں کہتا ہوں کہ جھوٹ کبھی تو اس طرح ہوتا ہے کہ ایک شخص خود خلاف واقع بات کہے اور کبھی اس طرح کہ جھوٹی بات جو دوسرے نے کہی ہے اس کی تصدیق کر دے پھر تصدیق بھی دو طرح سے ہوتی ہے کبھی زبان سے کبھی عمل سے اور یہ عملی تصدیق بسا اوقات قولی تصدیق سے بڑھ کر موثر ہوتی ہے جیسے ایک شخص بادشاہ کی مجلس میں یہ کہتا ہے کہ بادشاہ کو میرے ساتھ خاص الفت یا رعایت ہے میں اس کا

Marfat.com

معتمد خاص ہوں جو میں کہوں گا بادشاہ ضرور تسلیم کرے گا اور یہ اس کے دعا دینا بادشاہ مجلس میں خود سن رہا ہوں اس کے بعد وہ شخص اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے بادشاہ سے کہتا ہے کہ فلاں شخص کو خط لکھ دیجئے فلاں حاکم کو معزول کر دیجئے، فلاں امیدوار کو عہدہ دیدیجئے پھر کہتا ہے کہ آپ ذرا کھڑے ہو جائیے، پھر کہتا ہے کہ آپ بیٹھ جائیے اور بادشاہ بھی از راہ مہربانی اپنے عام ضابطہ اور عادت کے خلاف اس کے کہنے کے موافق کرتا چلا جاتا ہے اس صورت میں ظاہر ہے کہ بادشاہ نے اسکی قول کی عملی تصدیق کر دی جو کہ قولی تصدیق سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے، اگر بادشاہ قول سے تصدیق کرتا تو شاید اتنا موثر نہ ہوتا۔ اتنی بات اس مثال میں ضرور ہے کہ بادشاہ ایک انسان ہے وہ جھوٹی تصدیق بھی کر سکتا ہے۔ مگر اللہ جل شانہ کے یہاں جھوٹ اور کذب کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

معجزہ نبوت کی فعلی تصدیق ہے

پس جو نبی دعویٰ کرتا ہے کہ میں نبی ہوں، اگر میری بات سنو گے مانو گے تو نجات ہے ورنہ عذاب مخلد میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ نجات کا راستہ منحصر ہے میری متابعت میں۔ اور یہ دعویٰ اللہ کے سامنے کرتا ہے۔ اللہ کی زمین پر اور اس کے آسمان کے نیچے باآواز بلند کہتا ہے کہ میری متابعت کے بغیر کوئی راستہ نجات کا نہیں ہے۔ اور اس کی یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ اللہ جل شانہ میرے ہاتھوں اور زبان سے وہ چیزیں ظاہر فرمائے گا جو اسکی عام عادت کے خلاف ہوں گی اور دنیا ان کی مثال لانے سے عاجز ہو گی پھر

Marfat.com

اس کے موافق مشاہدہ بھی کیا جارہا ہو تو یہ خدا کی جانب سے عملاً اسکے دعویٰ
کی تصدیق ہے درحقیقت معجزہ نبی کے دعویٰ کی عملی تصدیق ہوتی ہے۔ اور
اللہ چونکہ جھوٹی تصدیق نہیں کرسکتا۔ لہذا نبی کا دعویٰ معجزہ کے ظہور کے
بعد سچا ثابت ہوجاتا ہے۔ اسی لئے ہم بلاخوف تردید یہ یقین رکھتے ہیں کہ
خداوند قدوس جو کہ تمام سچائیوں کا سرچشمہ ہے کسی انسان کو یہ دسترس
نہ دے گا کہ وہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرکے ایسے خوارق عادات دکھلائے کہ
دنیا اس کے مقابلہ سے عاجز ٹھہرے جس کا جی چاہے اب بھی اس ضابطہ کا
امتحان کردیکھے ضرور ہے کہ خدا ایسے حالات بروئے کار لائے گا کہ اس کی طرف
سے جھوٹے کی عملی تصدیق نہ ہونے پائے۔

فعلی تصدیق کی مثال

آپ جلسوں میں دیکھتے ہیں اور کونسلوں اور پارلیمنٹوں کا حال سنتے
ہیں کہ جب کسی مسئلہ پر کسی تجویز پر کسی انتخاب پر بحث ہوجاتی ہے تو ایک طرف
سے محرک اپنی تحریک پاس کرانے کیلئے حضار کے سامنے بسط سے دلائل بیان
کرتا ہے اور دوسری طرف تردید کرنے والا اس کے تردیدی دلائل مفصلاً
سامنے رکھتا ہے اس ردوکد کے بعد فیصلہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ رائے
لیجائے جس کی صورت یہ ہے کہ ہاتھ اٹھوائے جاتے ہیں اور یہی ہاتھ اٹھا
دینا یا نہ اٹھانا اس ریزولیوشن کی تصدیق و تائید یا تکذیب و تردید کیلئے
کافی سمجھا جاتا ہے زبان ہلانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہوتی ایک شخص کی

Marfat.com

نسبت پبلک جلسہ میں رائے لیجاتی ہے کہ آیا اس پر جمہور کو اعتماد ہے ؟ اس پر ہاتھ اُٹھا دیئے جاتے ہیں یہ ہی علامت ہوتی ہے اس بات کی کہ ان سب کی رائے اس شخص کے حق میں ہے ہم دن رات میں سینکڑوں دفعہ اپنے ہاتھ اوپر کو اٹھائیں اس کو کسی چیز کے ثابت کرنے یا نہ کرنے میں کوئی دخل نہیں ۔ لیکن یہی ہمارا ہاتھوں کی وضع طبعی اور ہیئت اصلی کے خلاف اوپر کو اٹھا دینا ۔ جب کسی ریزولیوشن کی تسلیم و انکار یا کسی دعوی کی صحت و بطلان کی آزمائش کے موقعہ پر ہو تو کسی غبی سے غبی انسان کو بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی اس وقت ان کھڑے ہوئے ہاتھوں ہی کے شمار سے رایوں کا شمار کر لیا جاتا ہے اور پھر بڑے نازک اور عظیم الشان مسائل کے فیصلے ہاتھ کی اس غیر طبعی حرکت پر بیچون وچرا ہو جاتے ہیں پس جس طرح ہاتھوں کا نیچے لٹکائے رکھنا آدمی کی عام عادت اور وضع طبعی کے موافق ہے اور اُوپر کو اُٹھانا کبھی کبھی خاص ضرورت اور مصلحت سے ہوتا ہے اور یہی غیر طبعی وضع جب کسی ریزولیوشن پر ووٹ لینے کے وقت اختیار کی جائے تو اس ریزولیوشن یا دعوے کی بیشک و شبہ تصدیق و تائید سمجھی جاتی ہے ٹھیک اسی طرح حق تعالیٰ شانہٗ کا جو فعل سنن طبیعیہ کے سلسلہ میں ظہور پذیر ہو وہ اس کی عام سنۃ اور عادت کہلاتی ہے اور جو اسباب سے علیحدہ ہو کر کسی خاص مصلحت اور حکمت کے اقتضاء سے ظاہر ہو وہ خرق عادت ہے اور یہی خرق عادت جب کسی شخص کے دعوی نبوۃ اور تحدی کے بعد اُس سے یا اُس کے کہنے کے موافق صادر ہو یہ معجزہ ہے جو کہ من اللہ اس کے دعوی کی فعلی تصدیق ہے اور میں کہہ چکا ہوں کہ حق تعالےٰ کسی

Marfat.com

جھوٹے کی قولاً یا فعلاً تصدیق نہیں کر سکتا لہذا ہم کو ایسے مدعی کے دعوے میں شک کرنے کا کوئی حق نہیں۔

وحی کی تعریف اور ضرورت

اللہ تعالیٰ کا خطاب کسی ایسے شخص سے جس کے دعوے نبوت کی تکذیب کے لیے کوئی صحیح علامت نہ پائی جاتی ہو اس کا نام وحی ہے، وحی اصولی طور پر قریب قریب یکساں ہے یعنی نفس فعل میں کوئی اختلاف نہیں، البتہ کل مسلک کے طور پر وحی کے مراتب اور درجات ہیں جب سے دنیا پیدا کی گئی اس وقت سے بندوں کو ہدایت کی ضرورت ہے یعنی انسان میں یہ معلوم کرنے کی ایک طبعی اور فطری خواہش ہے کہ کن خیالات اور اعمال سے اس کو اللہ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے جیسے کہ انسان کو بھوک لگتی ہے غذا کی خواہش میں مضطر اور بیتاب ہو کر انتڑیاں سکڑنے لگتی ہیں۔ پیاس لگتی ہے۔ پانی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے زبان سوکھ جاتی ہے جس طرح حق تعالیٰ نے فطری طور پر بندہ کو بھوک یا پیاس لگائی اسی طرح ایک اور بھوک اور پیاس روحانی بھی لگا دی ہے جو وصول الی اللہ اور معرفت کی ہے اور یہ پیاس اور بھوک بھی فطری ہے مذاہب اور امکنہ و ازمنہ کا اختلاف اس فطرۃ پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا مسلمان آریہ، ہندو، عیسائی، یہود، مجوس ایک چیز کی تلاش میں ہیں البتہ بعضوں کا راستہ غلط ہے مگر مقصد ایک ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت کی خواہش، سچائی کی تلاش، وصول الی اللہ، معرفت ربانی اور اللہ سے نزدیک

Marfat.com

ہونے کی تمنا ایک چیز ہے جو کہ انسان کے لئے فطری اور طبعی امور میں سے ہے۔

وحی کی ضرورت سے انکار کرنیوالوں کی مثال

ہاں جب کبھی جیسا کہ آدمی بیمار ہو جاتا ہے تو بھوک پیاس جیسے فطری اور طبعی امور بھی اس سے کنارہ کر لیتے ہیں ٹھیک اسی طرح وہ ملاحدہ جو کہ دنیا کی زندگی اور لذات میں محو ہو چکے ہیں شاید اُن کو معرفت الٰہی کی بھوک اور روحانی پیاس نہیں رہتی ہے اور اسی لئے ایسے روحانی بیماروں کا وجود کسی خاص زمانہ یا مکان میں ایسی وبا کی کثرت ہماری فطری ہونیکے دعویٰ کو مخدوش نہیں کر سکتی۔

وحی کیطرف انسان کی احتیاج ضروری ہے

پس جس طرح حق تعالیٰ نے ہمارے جسمانی امور فطریہ کا انتظام کیا ہے۔ ہماری بھوک کیلئے غلہ زمین سے اُگاتا ہے۔ پانی آسمان سے اُتارتا ہے ناممکن ہے کہ ہماری روحانی بھوک کیلئے کوئی انتظام نہ کرے بلکہ اُس کی رحمت کاملہ سے یقین ہے کہ جس طرح مادی حوائج وضروریات کے لئے مادی سامان مہیا فرماتا ہے اُس سے زائد روحانی ضرورت کیلئے روحانی سامان ضرور مہیا کریگا۔ ظاہری پیاس کے بجھانے کیلئے جس طرح اُس نے پانی کے چشمے پیدا کئے ہیں۔ اسی طرح روحانی پیاس کے لئے روحانی چشمے ہونے چاہئیں اور وہ چشمے وحی الٰہی کے صاف اور شیریں چشمے ہیں اور اس بات کو آریہ سماج بھی مانتے ہیں اتنا فرق ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ سامان کرنا تھا وہ ابتدائے آفرینش ہی میں کیا جا

Marfat.com

چکا ہے پھر بار بار اس میں تغیر و تبدیل یا تجدید اور تدریج کی ضرورت نہیں۔

نزولِ وحی میں تدریج

ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عادت تکوینیات میں یہ ہے کہ وہ اگرچہ تمام اشیاء کو دفعۃً پیدا کرنے پر قادر ہے بتدریج ہی پیدا کرتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۔ اور کوئی چیز کیوں نہ ہو اس کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم اس کو اتارتے ہیں۔ ایک معین اور بجی تلی مقدار میں۔

ہر چیز کو دفعۃً پیدا کرنا خدا کے لئے کچھ مشکل نہ تھا مگر ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ درخت کا بیج ڈالو تو بتدریج ایک عرصہ کے بعد درخت بن جائیگا۔ زوجین کا قربان ہوتا ہے مہینے گذرتے ہیں، مختلف اطوار و ادوار ہیں۔ بہت سے چکر ہیں تب بچہ بنتا ہے گو بیکدم بنانے پر قادر تھا جس طرح تمام حیوانات کو پہلے بعد بیکدم بناتا ہے اور اس کو اسمیں تکان بھی نہ ہوتا لیکن عادت برخلاف ہے اب اگر کہو گے کہ یہ عادت کیوں ہے ؟ تو ہم کہیں گے کہ مادہ میں استعداد ہی ایسی ہے پھر اگر کہو گے کہ ایسی استعداد کیوں ہے اس کا جواب گذر چکا ہے کہ ہر جگہ ،،کیوں،، نہیں پوچھا جا سکتا بلکہ آخر میں ایک ،،حد،، ہی کہے گا کہ اللہ کے علم محیط میں یہی قرین مصلحت تھا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی عادت یہ معلوم ہوتی ہے کہ بہت سی اشیاء کو بتدریج بناتا ہے اور جن اشیاء کی نسبت ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ شاید دفعۃً پیدا ہو گئی ہوں جیسے چاند، سورج،

Marfat.com

ستارے وغیرہ ان میں بھی باعتبار فیض رسانی اور دوسری اشیاء سے تعلق رکھنے کے تدریج اور تغیر و تجدید مشاہد ہے پس ہمارا خیال یہ ہے کہ جس طرح وقتاً فوقتاً ضرورت پیش آنے پر اللہ تعالیٰ بارش نازل کرتا رہتا ہے یہ نہیں کہ ایک ہی بارش ہمیشہ کی ضروریات کے لئے کافی ہو جائے پھر ضروری نہیں کہ ہر ایک بارش یکساں زمانہ تک کفایت کر سکے کبھی دو چار دس دن کے لئے روک تھام ہو جاتی ہے کبھی اتنی بارش ہوتی ہے کہ کئی ماہ تک ضرورت نہیں رہتی ٹھیک اسی طرح اقوام عالم کی ارواح و قلوب کی کھیتوں کو ابھارنے اور سرسبز کرنے کیلئے بھی اللہ تعالیٰ وحی والہام کی بارش حسب ضروریات زمانہ اور حسب استعداد قلوب مختلف زمانوں میں کرتا رہا ہے کبھی تو وحی الٰہی کی بارش ایسے زور و شور کی ہوئی کہ قرنوں تک اس کی تری زمین سے نہ گئی اور کبھی تھوڑا سا ترشح کافی سمجھا گیا فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ۔ اسی طرح لگاتار چھوٹی بڑی بارشیں مختلف اقوام و ممالک پر ہوتی رہیں اور ہر ایک نے چھوٹی یا بڑی میعاد تک زمین والوں کی روحانی کھیتیوں کو سیراب کیا آخر ایک وقت آیا کہ خدا کی ساری زمین خشک اور پیاسی ہو گئی، ہدایت کے چشمے سوکھ گئے، چاروں طرف آگ برسنے لگی، بداعتقادیوں اور بداعمالیوں کی آندھیوں اور لوؤں نے تمام روحانی کھیتیوں کو جھلس ڈالا۔ اُس وقت بطحا کے پہاڑوں سے ایک گھٹا اُٹھی جو آخرکار ساری دنیا پر چھا گئی اور وحی الٰہی کی وہ موسلا دھار اور عالمگیر بارش ہوئی جس نے ایک مدت مدید تک دوسری بارش کی کوئی ضرورت باقی نہ چھوڑی جبتک اس بارش کا کافی اثر باقی رہے گا۔ دوسری بارش نہ آئے گی۔ اسی

Marfat.com

بارش کے پانی سے جو بڑے بڑے تالابوں اور نہروں میں جمع ہو گیا۔ وقتاً فوقتاً زمینوں کی آبپاشی ہوتی رہے گی۔ اور جب یہ پانی تمام ہو جائے گا۔ تو مخبر صادق کی خبر کے موافق یہ دنیا بھی ایک آخری سنبھالا لیکر داعی اجل کو لبیک کہے گی۔

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ يَجْعَلُونَ اَصَابِعَهُمْ فِىٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِيطٌ بِالْكٰفِرِينَ ۝

یا (ان منافقوں کا ایسا حال ہے) جیسے آسمانی بارش کہ اس میں (کئی طرح کے اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی موت کے ڈر سے مارے کڑک کے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں، اور اللہ منکروں کو گھیرے ہوئے ہے (کہ اس کی پکڑ سے کہیں نہیں نکل سکتے)،

وفی الحدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ما بعثنی اللہ بہ من الھدی والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضا فکانت منھا طائفۃ طیبۃ قبلت الماء فانبتت الکلاء والعشب الکثیر وکانت منھا اجادب امسکت الماء فنفع اللہ بھا الناس فشربوا وسقوا وزرعوا واصاب منھا طائفۃ اخری انما ھی قیعان لا تمسک ماء ولا تنبت کلاءً

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو ہدایت اور علم دے کر مجھ کو خدا نے بھیجا ہے وہ ایک موسلا دھار بارش کی طرح ہے (جو خدا کی) زمین پر برسی۔ پھر زمین کا ایک عمدہ (سیر حاصل) قطعہ تھا۔ جس نے بارش کے پانی کو قبول کر کے گھاس اور سبزہ اگایا۔ اور دوسرا قطعہ تھا (جہاں پیداوار کچھ کم نہیں ہوئی لیکن) اس نے پانی کو اپنے اندر روکے رکھا جس سے لوگ منتفع ہوئے اور انہوں نے خود پیا اور جانوروں کو پلایا اور کھیتوں کو

Marfat.com

فذالك مثل من فقه فی دین اللہ ونفعہ ما بعثنی اللہ بہ فعلم وعلم ومثل ومن لم یرفع بذالک راسا ولم یقبل ھدی اللہ الذی ارسلت بہ (متفق علیہ)

سیراب کیا (ان دونوں کے سوا) زمین کے ایک ایسے حصہ پر بھی بارش کا پانی پہنچا جو چٹیل اور شور تھی کہ نہ تو وہاں پانی رکتا ہے اور نہ گھاس اور سبزہ اگتا ہے تو سمجھ لو کہ پہلی مثال ہے اُس شخص کی جس نے دین کی سمجھ حاصل کی اور جو چیز خدا نے مجھ کو دی تھی اُس نے اس کو نفع پہنچایا، اُس نے خود بھی علم حاصل کیا اور دوسرں کو بھی سکھایا اور آخری مثال ہے اُس کی جس نے اس ہادی کی طرف گردن اٹھا کر دیکھا بھی نہیں اور نہ اس ہدایت کو قبول کیا جسے دے کر میں بھیجا گیا تھا۔

وحی کا تدریجی اور غیر تدریجی ہونا امکان میں داخل ہیں لیکن تدریجی ہونا عادت الٰہی کے موافق ہے

پہلے گذر چکا ہے کہ وحی اور الہام کی دو صورتیں ممکن ہیں با تدریج ہو، یا دفعۃً پس ہمارے اصول کے موافق جب عدم محض سے دنیا کو پیدا کیا گیا اور آرمود کے زور یا۔ جب پردے کے بعد دنیا موجود ہوئی اسیوقت سے آدمیوں کو الہام اور وحی کی ضرورت ہونی چاہیئے اس لیئے کہ اُن کو اب زندگی بسر کرنی ہے اور معاش اور معاد کی درستی کے اسباب بہم پہنچانے ہیں، جو بجز ایک ملہمانہ تعلیم کے متصور نہ ہیں معرفت الٰہی کی روحانی پیاس جو ایک فطری امر ہے اور اپنے رب اور مالک حقیقی کو خوش رکھنے کی تمنا جس کا بیج بھی آدم کے قلوب میں ازل سے بکھیر دیا گیا ہے شروع ہی سے ایک ایسے صاف، شیریں اور روح پرور چشمہ کی تلاش میں ہے

Marfat.com

جو تشنگان رضاء مولی کو سیراب اور ان کی روحانی کھیتیوں کو سرسبز شاداب کر سکے چنانچہ حق جل وعلا کی حکیمانہ رافت و رحمت ملاحظہ ہو کہ زمین کے آباد کرنے والے نے ابھی تک زمین پر قدم بھی نہیں رکھا تھا کہ پروردگار حقیقی نے اسے تمام ضروری چیزوں سے نام بنام واقف کر دیا۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا اور آدم کو سب (چیزوں کے) نام بتا دیئے۔

بلاشبہ اگر ایسا نہ ہوتا تو بڑے تعجب کی بات تھی جس خدائے رحمن نے ہماری پیدائش سے پیشتر ہماری مادی حوائج کا کافی انتظام کر دیا، زمین پیدا کی جس پر ہم کو بسنا اور کاروبار کرنا تھا اور اس کو ہر طرح کی غذاؤں اور اسباب زندگی کا ایک گودام بنا دیا چشمے اور دریا جاری کر دیئے، کنوؤں میں پانی کا ذخیرہ محفوظ کر دیا زندہ رہنے اور سانس لینے کے لئے تمام فضا میں ہوا پھیلا دی۔ آسمان کی مضبوط چھت میں کیسے درخشاں اور آنکھوں کی ذخیرہ کرنیوالی قندیلیں روشن کر دیں غرض علویات اور سفلیات کا ایسا نظام قائم کیا کہ اس خاک کے پتلہ کو اپنی ضروریات میں اس سے نفع اٹھانا آسان ہو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ ایسا مہربان خدا ہماری روحی اور باطنی ضروریات کی طرف توجہ نہ فرماتا۔ اس نے ابتدار آفرینش سے ہی ہدایت کے چشمے جاری کئے، وحی اور الہام کی بارشیں وقتاً فوقتاً برسائیں اور جس جس وقت جس جسطرح اُس کے علم ازلی میں مناسب تھا روحانی زندگی کے سامان مہیا فرمائے پس اگر مختلف زمانوں میں مادی غذا کی تیاری کے لئے مختلف طرح کی بارشوں اور بادلوں کے ادل بدل پر ہم کوئی اعتراض نہیں کر سکتے تو ہم کو اس کا بھی کچھ حق نہیں پہنچتا کہ ہم بہت سے انبیاً

Marfat.com

مرسلین اور اُن کی شرائع کے ارسال و انزال پر کسی طرح کی حرف گیری کر سکیں۔ متعدد شرائع کے نزول میں جو تدریج و تغیر مرعی ہوتی ہے وہ شخص اکبر (عالم) کے حق میں اس سے زاید نہیں کہ ایک طبیب کسی بیمار کو کئی دن تک منضج پلانے کے بعد مسہل دینے لگے یا تنقیہ خاص کے بعد تنقیہ عام کا مشورہ دے کوئی عقلمند بھی اس وقت یہ نہ کہے گا کہ طبیب کے منضج پلانے میں کچھ غلطی یا بھول چوک ہوگئی تھی جس کی تلافی اس نے مسہل کے نسخہ سے کی ہے حقیقت یہ ہے کہ طبیب دانا مریض کی ہر ایک حالت کے مناسب دوا تجویز کرتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سمجھ لو کہ وہ حکیم و علیم خدا بھی عالم کے مزاج اور تغیر احوال و عوارض کی رعایت سے کبھی جلد جلد اور کبھی بدیر اُس کے حالات کے مناسب نسخہ بدلتا رہتا ہے اور بعض اوقات کسی نسخہ کا استعمال بہت دیر تک قائم رکھتا ہے کیونکہ مریض کے حالات کا تغیر اس نسخہ کے اجزاء پر کوئی اثر نہیں ڈالتا یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں سوال امکان اور قدرت کا نہیں، بلکہ عادت الٰہی کا ہے اور یہ پہلے گذارش کیا جا چکا ہے کہ عادت سے اسکے خلاف قدرت رکھنے کی نفی نہیں ہوتی وحی کے مراتب کی تدریج اور تفاوت کو آپ ایک اور مثال سے بھی سمجھ سکتے ہیں۔ پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ جس طرح انسان کی ظاہری آنکھ مبصرات کے دائرہ میں اس وقت اپنا فعل کر سکتی ہے جب کہ اس کے اندر نور بصارت موجود ہو اور مبصر (یعنی جس چیز کو دیکھنا ہے) وہ بھی کسی قسم کی خارجی روشنی کے احاطہ میں ہو اگر اندرونی اور بیرونی روشنیوں سے کوئی ایک بھی مفقود ہو جائے تو آنکھ کے لئے دیکھنا ناممکن ہے ٹھیک اسی طرح

Marfat.com

غیبیات اور امور معاد کا سمجھنا بھی دو روشنیوں پر موقوف ہے۔ ایک اندرونی جو عقل کی روشنی ہے دوسری بیرونی جس کو وحی کی روشنی سے تعبیر کیا جاتا ہے گویا عقل انسانی نہ تو بیکار ہی ہے اور نہ وحی سے مستغنی ہو سکتی ہے اس کے بعد لیل و نہار کے نظام پر غور کیجئے کہ سب میں جوں جوں تاریکی بڑھتی چلی جاتی ہے تو ستاروں کی چمک میں بھی تیزی آتی جاتی ہے تاریک کمروں میں لالٹین چراغ وغیرہ سے روشنی کا سامان کیا جاتا ہے جن کو قدرت کے فیض نے تاریک اوقات میں دنیا کے کاروبار جاری رہنے کے لئے میسر کر دیا ہے ستاروں سے جہازوں سے چلنے چلانے میں مدد ملتی ہے اور خشکی اور تری میں لوگ ان کے ذریعہ سے وقت اور سمت کی تعین کرتے ہیں۔

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ۝ اور لوگ ستاروں سے بھی راہ معلوم کرتے ہیں۔

گیس کے ہنڈوں اور بجلی کے قمقموں سے لوگوں کا کاروبار چلتا ہے جب صبح ہوتی ہے اور سورج نکلتا ہے تو تمام مختلف روشنی کے سامان نابود ہو کر ہزاروں آلات روشنی کے بجائے تنہا ایک روشنی سورج کی کام دیتی ہے قدرت یہ بھی کر سکتی تھی کہ سورج کو ہمارے سر پہ ہمیشہ کھڑا رکھتی مگر ایسا نہ کیا جس کی مصالح اور حکمتوں کا احصار خدا ہی کر سکتا ہے بہرحال اس سے اس قدر ضرور معلوم ہوا کہ ظاہری نور (روشنی) متدرج اور متفاوت ہو سکتی ہے اور اس تدریج اور تفاوت کے باوجود ایسا مرتبہ بھی آ سکتا ہے جو تمام مدارج کو ختم کر کے صرف ایک ہی درجہ کو باقی رکھے جو کہ اپنے مستفیدین کو سب ستاروں اور چراغوں کی روشنی سے مستغنی کر دے اور سب چھوٹی بڑی روشنیاں اسی ایک روشنی میں محو اور

Marfat.com

مدغم ہو جائیں پس اگر روحانی نور یعنی وحی اور الہام خداوندی میں بھی تدریج ہو اور آخر میں اُس کا ایک درجہ ایسا بھی آجائے جس کے بعد کوئی درجہ باقی نہ رہے تو اس میں کیا تعجب ہے حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جنمیں سے ایک یہ ہے کہ ہر ایک نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔ لیکن میں تمام آدمیوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔

وحی میں باوجود اصولی اتفاق کے فروعی تفاوت

یہ بات فراموش نہ کیجائے کہ تمام انبیاء کے پاس اصول کے اعتبار سے ایک ہی چیز ہوتی ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ	(لوگو، اس نے تمہارے دین کا وہی رستہ
نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا	ٹھہرایا ہے جس (پر چلنے) کا اس نے نوح
وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى	کو حکم دیا تھا اور (اے پیغمبر) تمہاری طرف
اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا	(بھی) ہم نے اسی راستہ کی وحی کی ہے اور اس
فِيْهِ ۔	کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو (بھی)

حکم دیا تھا کہ (اسی) دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

البتہ مختلف انبیاء اور ان کی شرائع میں اصول کو بحالہا قائم رکھتے ہوئے ازمنہ اور امکنہ اور امزجہ کے اختلاف سے زوائد کا خفیف سا تغیر و تبدل ہو جاتا ہے اس کو یوں سمجھو کہ انسانوں کی عام غذا ہمیشہ ایک قسم کی ہے مثلاً روٹی یا چاول اور پانی لیکن زوائد اور فروع میں باعتبار اوقات و مواسم تغیر و تبدل کرتے رہتے

Marfat.com

ہیں مثلاً جاڑے میں سوہن حلوہ، گاجر اور انڈوں کا حلوا، اور گرمی میں فیرنی فالودہ وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔

اسی اصول کے اتفاق اور زائد کے اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ابوهم واحد وامهاتهم شتی یعنی انبیاء کرام کی مثال ان بھائیو کی طرح ہے جن کا باپ ایک والدہ مختلف ہوں۔

خاص خطاب کے بعد وحی کا عالمگیر خطاب

یعنی

نبوت خاصہ کے بعد نبوت عامہ

قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ مختلف اقوام کی طرف مختلف نبی اور نذیر ہدایت کے لئے آئے۔

وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ٥	اور کوئی امت ایسی نہیں (ہوئی) کہ اس میں کوئی ڈرانے والا نہ گذرا ہو۔

جو مختلف زمانوں میں اپنے منصب کے موافق رہنمائی کا فرض ادا کر کے چلے گئے ان سب کے بعد ایک ہادی اعظم اور منذر عام آیا جو کہ تمام مخلوق کے لئے ہادی ہے۔

لِيَكُونَ لِلْعٰلَمِينَ نَذِيرًا	تاکہ تمام جہان کے (لوگوں کے) لئے (عذاب خدا) سے ڈرانے والا نہ گذرا ہو۔

پس ضروری تھا کہ ایسے منذر عام کے پاس ایسی کتاب ہو جو کہ تمام لوگوں

Marfat.com

کی ہدایت اور عام اقوام کی رہبری کے لئے ابدی طور پر ضامن اور متکفل ہو جائے۔ اس سے پہلے مفصلاً گذر چکا ہے کہ خدائی کلام کو کہ ہم خدائی کام کیطرح پہچان سکتے ہیں۔

قرآن اور اس کی جامعیت

آؤ! اس منذرِ عام کی اس کتاب کو دیکھیں جو قرآن کے نام سے معروف ہے کہ آیا وُہ خدا کا کلام ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جب تم اس کی تفتیش کرو گے تو تم کو اس کتاب میں تہذیب اخلاق، طریق تمدن و معاشرت، اصول حکومت و سیاست، ترقی روحانیت، تحصیل معرفت ربانی، تزکیہ، نفوس، تنویر قلوب غرضیکہ وصول الی اللہ اور تنظیم و رفاہیت خلائق کے وہ تمام قواعد و سامان موجود نظر آئیں گے جن سے کہ آفرینش عالم کی غرض پوری ہوتی ہے اور جن کی ترتیب و تدوین کی ایک امی قوم کے امی فرد سے کبھی امید نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر ان تمام علوم و حکم کا تکفل کرنے کے ساتھ جن کے بغیر مخلوق اور خالق کا تعلق صحیح طور پر قائم نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی مخلوق دوسری مخلوق کے حقوق کو پہچان سکتی ہے۔ اس کتاب کی غلغلہ انداز فصاحت و بلاغت، جامع و موثر اور دلربا طرزِ بیان، دریا کا سا تموج اور روانی، سہل ممتنع سلاست اسالیب کلام کا تفنن اور اس کی لذت و حلاوت اور شہنشاہانہ شان و شکوہ یہ سب چیزیں ایسی ہیں جنہوں نے بڑی بلند آہنگی سے سارے جہان کو مقابلہ کا چیلنج دیدیا ہے جس وقت سے قرآن کے جمال جہاں آرا نے غیب کی نقاب الٹی اور آدم کی اولاد کو اپنے سے روشناس کیا اس کا برابر یہی دعوےٰ رہا کہ میں

Marfat.com

خدائے قدوس کا کلام ہوں اور جس طرح خدا کی زمین جیسی زمین اور خدا کے سورج جیسا سورج اور خدا کے آسمان جیسا آسمان پیدا کرنے سے دنیا عاجز ہے اسی طرح خدا کے قرآن جیسا قرآن بنانے سے بھی دنیا عاجز رہے گی۔ قرآن کے مٹانے کی لوگ سازش کریں گے، مگر گانٹھیں گے، مقابلہ کے جوش میں کٹ مرینگے، اپنی مدد کے لئے دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو دعوت دیں گے، کوئی حیلہ، کوئی تدبیر، کوئی داؤ پیچ اٹھا نہ رکھیں گے، اپنے آپ کو اور دوسروں کو مصیبت میں ڈالیں گے، سارے نقصانات اور مصائب ہی دوا ہی کا عمل ان کے لئے ممکن ہوگا مگر قرآن کی ایک چھوٹی سی سورۃ کا مثل بنالا نا ممکن نہ ہوگا۔

نبی اُمی اور اسکا اعجاز قرآنی

پھر طرفہ یہ ہے کہ جو ہادی اس کتاب کو لایا اس نے نہ کسی درس گاہ میں تعلیم پائی نہ کسی لائبریری کا مطالعہ کیا، نہ کسی استاذ اور معلم کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا اور نہ اس کے گردو پیش ایسے بیش بہا تعلیمات کا کوئی مواد موجود تھا بلکہ اس کی اور اس کی قوم کی وہ حالت تھی جس کو قرآن نے یوں ادا کیا۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ	وہ (خدا) ہی تو ہے جس نے (عرب کے) جاہلوں میں
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ	ان میں سے (محمد کو) پیغمبر بنا کر بھیجا کہ وہ ان کو
وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ	خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ان کو کفر و
الْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ	شرک کی گندگی سے، پاک صاف کرے اور ان کو

Marfat.com

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ کتاب (الٰہی) اور عقل (کی باتیں) سکھاتے ہیں ورنہ (اس سے) پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔

نہ صرف یہ کہ قرآن نے اس کے اُمی ہونے کا اشارہ کیا بلکہ اُمی کا وصف اس کے لئے بمنزلہ ایک ممتاز لقب کے استعمال فرمایا، جس جگہ یہ فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ۔ (ان سے ہماری مراد اس زمانہ کے وہ اہل کتاب تھے) جو ہمارے ان رسول نبی امی (محمد) کی پیروی کرتے ہیں جن کی (بشارت) کو اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

اور ایک موقع پر آپ کی نوشت وخواند کے متعلق ان لوگوں کے مجمع میں جن سے آپ کی چہل سالہ طویل زندگی کا کوئی ممتد واقعہ خصوصاً کہ وہ جس میں احتیاط غیروں کی ہو مستور نہ رہ سکتا تھا، صاف صاف اعلان کر دیا گیا۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ نہ تو تم قرآن سے پہلے کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے لکھ سکتے تھے اگر ایسا ہوتا تو بیشک باطل پرستوں کو کچھ شک وشبہ کی گنجائش ہوتی۔

یہی نہیں کہ آپ رسمی نوشت وخواند سے بالکل الگ تھلگ رہے، بلکہ جو چیز بڑے سے بڑے متعصب معاند کو بھی محو حیرت بنا دینے والی ہے وہ یہ ہے کہ آپ باوجود عرب کے نہایت ہی واجب التعظیم معزز وممتاز خاندان میں سے ہونے کے اس فن شاعری سے بھی ناآشنا ہے جس میں اس سرزمین کے بچے

Marfat.com

اور چھوکریاں بھی طبعی سلیقہ کے موافق یدِ طولیٰ رکھتی تھیں کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ایسے ملک کا جہاں کی زمین نباتات کی طرح شاعروں کو اگاتی تھی ایسا مایۂ ناز فرزند شعر گوئی سے کوئی علاقہ نہ رکھے، ایک شعر بھی اس کا عرب کے دواوین میں موجود نہ ہو، کسی مشاعرہ میں ایک قصیدہ بھی اس نے نہ پڑھا ہو جو یہی گمان کر لیا جائے کہ شاعری سے ترقی کرتے کرتے شاید وحی و الہام کا دعویٰ کر دیا ہو گا۔

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا	اور ہم نے ان (پیغمبر محمدؐ) کو شاعری نہیں سکھائی اور
يَنْبَغِي لَهُ	شاعری ان (کی شان کے) لائق بھی نہیں۔

پھر لائے تو پورے چالیس کے بعد ایک ایسا کلام لائے جو نہ قصیدہ ہے نہ غزل ہے نہ مرثیہ ہے نہ اس رنگ ڈھنگ کا کوئی کلام اُن کے یہاں موجود ہے نہ اس طرح کی کوئی تصنیف وہاں پائی جاتی ہے۔ بلکہ وُہ آفتاب کی طرح مکانوں کو نہیں دلوں کو روشن کرنے والا کلام ہے وہ حکمت ہے، علم ہے، شفا ہے، برہان ہے، نور ہے، قانونِ ہدایت ہے خلاصہ یہ کہ خدا کے علم سے روشن کی ہُوئی مشعل ہے جسے نہ کوئی ہوا کا جھونکا گل کر سکتا ہے نہ کوئی آندھی بجھا سکتی دنیا کے فصحا و بلغا نے اس اُمی کی لائی ہوئی کتاب کے سامنے سپر ڈال دی۔ بڑے بڑے شاعر ایسے بہک گئے کہ جس آدمی نے مدۃ العمر ایک شعر نہیں کہا تھا محض کلام سنکر اسے شاعر بتلانے لگے اس کا خارق عادت دیکھ کر سحر سے تعبیر کیا اور یہی چیز ان کے زعم میں تمام فوق العادۃ کارناموں کی حد تھی۔ اور بعض ان میں سے قرآن کی فصاحت کو سجدہ کرنے لگے قرآن کے علوم و قوانین نے ساری

Marfat.com

دنیا کے قانون ردی کر دیئے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ حکمتوں اور تمدنوں کو اپنا کر کے ان کی جگہ لے لی۔ اور آخر کار امیوں کی جماعت کو دنیا کے مدعیان حکمت و تہذیب کا معلم بنا دیا۔

آپ کا اُمی ہونا تاریخ کی اجلی بدیہات میں سے ہے

کیا آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد کوئی شخص جرأت بلکہ حماقت کریگا کہ آنحضرت صلعم کے اُمی ہونے کو یہ کہہ کر جھٹلانے لگے کہ شاید آپ نے بھی دنیا کے دوسرے مصنفین کی طرح مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھی ہوں گی کسی میاں جی کے پاس بیٹھے ہونگے کوئی کتب خانہ آپ کے مکان میں چھپا ہوگا۔

میں کہتا ہوں کہ وہ آیات جن میں آپ کا اُمی ہونا بیان کیا گیا ہے ایسی قوم کو سالہا سال تک شب و روز سنائی جاتی رہیں جن کی گودوں میں آپ بچپن سے پلے تھے اور آپ کی عمر کا کوئی معتدبہ عرصہ ان کی نگاہوں سے اوجھل نہ تھا۔ لیکن ایسی شدید عداوت اور غیظ و غضب اور آپ کی تکذیب تردید پر اسقدر حریص ہونے کے باوجود کسی ایک آدمی نے بھی یہ شہادت نہ دی کہ آپ نے فلاں مدرسہ میں تعلیم پائی ہے یا فلاں استاذ کی خدمت اور ملازمت میں آپ اپنی مدت تک رہے ہیں۔ اگر کوئی آواز بھی ایسی اُٹھی ہوتی تو ضرور آج تاریخ میں اس کا کچھ نشان ملتا۔ تاریخ کے صفحات جس طرح اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھلے ہوئے تھے اس سے زائد آپ کے دشمنوں اور بدنام کرنے والوں کیلئے کشادہ تھے بلکہ آغاز اسلام میں جب کہ چند مظلوم اشخاص کے سوا کوئی بھی حضرت محمد صلعم کا کلمہ پڑھنے والا نہ تھا اور کفر و باطل کی ساری شیطانی طاقتیں آپ کے

Marfat.com

نام ونشان کو صفحۂ ہستی سے معاذ اللہ مٹا دینے میں مشغول تھیں ان کے لئے ایسا پروپیگنڈا پھیلانے کا بڑا وسیع میدان موجود تھا اور وہ بخوبی اس کی اشاعت اطراف واکناف میں کر سکتے تھے کہ محمد صلعم، معاذ اللہ اپنے امی ثابت کرنیکے دعویٰ میں جھوٹے ہیں انہوں نے فلاں کالج میں یا فلاں پروفیسر سے اتنے زمانہ سے رسمی تعلیم پائی ہے پس جب کہ چودہ سو برس کی تاریخ کوئی ایسا بیان پیش کرنے سے خاموش ہے تو تاریخ کی عزت پر یہ ایک بڑا ہی ناپاک اور کینہ حملہ ہوگا کہ تعصب کے جوش میں محض اپنے توہمات کی بنا پر تاریخ کو جھوٹا ثابت کیا جائے اگر اسکندر رومی کی فاتحانہ ملک گیری۔ انوشیرواں کی عدل گستری، رستم کی شہرۂ آفاق طاقت وشجاعت، حاتم طائی کی سخاوت اور فیاضی کی تردید کر دی جائے تو غالباً تاریخ وروایت کا فن اسقدر بے اعتبار نہ ہوگا جتنا کہ نبی عربی صلعم کے اُمّی ہونیکی نفی سے ناقابلِ اعتبار ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ یہ ایسا واقعہ ہے جس کا تواتر قرآن کے تواتر کی برابر ہے اس کا انکار صرف اس صورت میں ممکن ہوگا کہ ایک آدمی یہ ہی دعوےٰ کر بیٹھے کہ محمد صلعم نامی کوئی انسان عرب میں پیدا ہی نہیں ہوئے۔ نہ انہوں نے یہ قرآن پڑھ کر لوگوں کو سنایا نہ دعویٰ پیغمبری کیا تو کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ محض قرآن یا حامل قرآن کی عداوت کے جوش میں گذشتہ تمام مشہور ومتواتر واقعات کو بھی جھٹلانے لگیں جس کا خمیازہ نہ صرف مذہب اسلام کو بلکہ دنیا کے تمام مذہبوں اور قوموں خصوصاً اس مذہب کو اٹھانا پڑے گا جس کا وجود تاریخی زمانہ سے بھی بہت پہلے کا بتلایا جاتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص قرآن کی ضد میں اس درجہ جہالت پر اتر آئے گا کہ وہ نزول قرآن سے

Marfat.com

پہلے نبی اُمی کا تعلیم یافتہ ہونا ثابت کرے حالانکہ وہ مشہور ضدی اور متمرد افراد بھی جنہوں نے کوئی امکانی صورت تکذیب قرآن کی اُٹھا نہ رکھی تھی۔ تنگ اور کھسیانے ہوکر اس سے زائد نہ کہہ سکے کہ انما یعلمہ بشر (کوئی آدمی ان کو سکھا جاتا ہے) ایسا کوئی حوالہ بھی نہ دے سکے جس سے چالیس سال کی عمر تک ایکدن کیلئے بھی آپ کا کسی سے تعلیم پانا ثابت ہوتا بلکہ خود ان کا یہی قول اس کی دلیل ہے کہ رسول خدا صلعم کے امی ہونیکو وہ ایسی ناقابل انکار ہدایت سمجھتے تھے کہ قرآن کے علوم و معارف کو آپکے گذشتہ مشہور و معروف امیتہ سے تطبیق دینا ان کیلئے ممکن نہ تھا اس لئے وہ آپ کی جگہ کسی غیر معلوم بشر کو جو تعلیمیافتہ ہو اس قرآن کا اصل مصنف قرار دیتے تھے اس وقت شاید ان کو یہ خیال نہ رہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سکھانیوالا بھی کوئی بشری ہے تو کسی بشر کا مقابلہ کرنے اور اس کے کلام کا مثل لانے سے سارے جہان کی بشری اور غیر بشری طاقت عاجز نہیں رہ سکتی۔ بے شک قرآن حضرت محمد صلعم کا کلام نہیں ہے اور نہ آپ کے پاس ایسی کتاب تیار کرلینے کا کوئی طبعی سامان موجود تھا اور یہ بھی درست ہے کہ یہ قرآن ضرور آپ کو کسی اور نے پڑھایا ہے لیکن وہ پڑھانیوالا بشر نہیں تھا بلکہ وہ رب کریم تھا جو لایعقل نطفہ اور منجمد خون کو صاحب عقل و شعور انسان بنا دیتا ہے۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔	پڑھو (اے محمد صلعم) اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔

وہ جس طرح اپنی ذات و صفات میں اور اپنے کام میں بےمثیل اور یکتا ہے اسی

Marfat.com

طرح اپنے کلام میں بھی بے نظیر و بے ہمتا ہے۔ مخلوق جس طرح اس کے کام کا معارضہ کرنے سے مجبور ہے۔ قرآن کے لانیوالے نے بڑے زور سے تحدی کی، ہر طرح لوگوں کو اس کلام کا مثل لانے کیلئے ابھارا، غیرتیں دلائیں، مقابلہ کیلئے بیدار کیا، جنجھوڑ جنجھوڑ کر اُٹھایا، اور ایک ذراسی بات پر جو ان کے زعم میں بہت ہی آسان اور سہل الحصول ہونا چاہیئے تھی، اپنے کل دعادی کے جھوٹ اور سچ ہونیکا فیصلہ چھوڑ دیا، لیکن مقابلہ کرنیوالوں نے لڑائیاں لڑیں، حاملین قرآن کے مٹانے اور تباہ کرنے کی سازشیں کیں۔ ان کے ذلیل اور رسوا کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا، تاہم یہ حوصلہ کسی کو نہ ہو سکا کہ قرآن کی کسی چھوٹی سی سورۃ کے جواب میں چند جملے بنا کر قرآن کے عظیم الشان دعویٰ کو غلط یا پست کر دیتا (العیاذ باللہ)

قرآن نے کس طرح لوگوں کو عاجز کیا

جیسے ہم خدائی کاموں کو مصنوعات عالم میں غور کر کے بآسانی پہچان لیتے ہیں اسی طرح خدا کے کلام کے مقابلہ میں بہت سے شعراء کے کلاموں اور دنیا کے بڑے بڑے بولنے والوں کے نتائج افکار کو، ان کے شستہ در مہذب بیانوں کو، غلغلہ انداز خطبوں کو، معرکۃ الآرا لکچروں کو، عرق ریزی سے لکھی ہوئی تالیفات کو، ادبی اور علمی مصنفات کو سامنے رکھ کر ہم آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ یہ خدائی کلام ہے آدمیوں کا کلام نہیں پس جس کلام کے متعلق یہ دعویٰ ہمارے سامنے آتا ہے کہ خدائی کلام ہے اس میں ہم کو امور ذیل پر غور کرنا پڑے گا۔

Marfat.com

خدائی کلام کے پرکھنے کی کسوٹی کیا ہے

(۱) مدعی نبوت جس کی زبان سے یہ ہم تک پہنچا اس کی کیسی حالت ہے؟ (۲) اس کی تعلیم کیسی ہے؟ (۳) کیا اس جیسا آدمی ایسا کلام بول سکتا ہے؟ (۴) کیا اس کے پاس ایسا سامان موجود ہے جس سے وہ ایسے بلند پایہ علوم و مضامین ادا کر سکے؟ (۵) کیا حجاز میں کوئی علمی سامان موجود تھا؟

کیا قرآن اس کسوٹی پر پورا اترتا ہے

پہلے سوال کے متعلق قرآن کے لانیوالے کی حالت جب ہم دیکھتے ہیں تو وہ ایک دیانتدار شریف النسب مگر ایک یتیم بچہ ہے۔ جس کے سر پر نہ باپ نے سایہ کیا نہ زیادہ دنوں تک آغوش مادری کی راحت اٹھائی، نہ اس کے پاس کوئی ثروت ہے نہ دولت، نہ اس کا گھرانہ کوئی علمی یا صنعتی گھرانہ ہے نہ اس کے پاس لڑکپن کے زمانہ یا جوانی بلکہ نبوت کے بعد بھی کوئی ظاہری علمی سامان ہے نہ اس کے وطن میں کوئی مدرسہ ہے نہ کوئی مکتب، نہ اس کے وطن میں علوم و فنون کا کسی قسم کا چرچا ہے بلکہ وہاں کسی کے کان علوم و فنون کے چرچے سے آشنا بھی نہیں۔ ہاں ان کے پاس اگر ہے تو صرف زبان ہے اور اس قدر طاقت لسانی اور قادر الکلامی ہے کہ وہ تمام جہان کو اپنے سامنے گونگا سمجھتے ہیں چنانچہ عرب کے ماسوا کا جو نام عجم رکھا تھا اس کی بھی یہی وجہ تھی کہ عجم کو قادر الکلام نہیں سمجھتے تھے اور اپنے مقابلہ میں سب گونگے جانتے تھے بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں نہایت شان و شوکت سے

Marfat.com

ساتھ بیدھڑک بولتے تھے معمولی اونٹ اور بکریاں چرانیوالا ایسا برجستہ کلام کہتے تھے کہ دوسروں کو بہت فکر و تامل کے بعد بھی ویسا کہنا مشکل تھا، چند جملوں میں جذبات کو برانگیختہ کر دیتے، جب بولتے تو رعد کی طرح گرجتے بجلی کی طرح کڑکتے بارش کی طرح برستے تھے اور تھوڑی سی دیر میں کبھی آب کبھی آتش کا سماں کھینچ دیتے تھے۔ بغرض کہ لے دیکر ان کے پاس اگر کوئی چیز تھی تو صرف زبان تھی ویسے کوئی طریقہ باقاعدہ تصنیف نہ تھا، درسگاہیں نہ تھیں، کتب خانہ اور لائبریریاں نہ تھیں۔

اب سوچو کہ اگر ایسے ملک میں کوئی ذہین اور صاحب ثروت بھی ہو تو کیا مختلف علوم و فنون کا سیکھنا اس کے لئے عادۃً محال نہ ہوگا پھر جب اس کے ساتھ دوسرے قدرتی اسباب بھی ایسے جمع ہوں جن کے ہوتے ہوئے سیدھی سادی زندگی بسر کرنا اور معمولی کفاف بھی مہیا کرنا مشکل ہو جاوے جیسا کہ ولادت سے پہلے والد کا انتقال اور بحالت رضاعت والدہ کی وفات۔ پھر چچا کی پرورش میں چلے جانا اور اسی طرح چالیس برس کی عمر کو بے سروسامانی میں بسر کرنا، کبھی قلم کو ہاتھ بھی نہ لگانا نہ کسی استاد کے سامنے کتاب کھولنا ان سب علامتوں کو دیکھ کر عادۃ اللہ (جس کو آج کل کے لوگ قانون قدرت بھی کہتے ہیں) یہ ہی بتلاتی ہے کہ ایسا شخص ابواب تہذیب و تمدن اور معارف الٰہیہ اور حقائق توحید ذاتی و صفاتی و افعالی اور علوم ہدایت امم و اقوام میں کوئی سیدھی بات بھی نہ کر سکے۔ چہ جائیکہ وہ ایسی کتاب لاجواب اور ایسی آیات بینات لوگوں کے سامنے پیش کرے جس کو دیکھ کر ارباب فنون اور علمائے متبحرین حیران رہ

Marfat.com

جائیں۔ بلکہ دنیا کے بڑے بڑے عقلاء اور حکماء اس کی چوکھٹ پر سر دھننے لگیں اور جن و انس اس کا مثل پیش کرنے سے صریحاً عاجز و درماندہ ہو جائیں۔ جب ایسے حالات میں ایسا کلام ہم دیکھیں گے تو ضرور اس کو خدائی کلام کہنے پر از روئے عقل و انصاف و تجربہ مجبور ہونگے دوسرا سوال بھی مذکورہ بالا بیان سے حل ہو گیا کہ جب ملکی اور قدرتی حالات ایسے ہوں جن کے ہوتے ہوئے ایک فارغ البالی اور خوشحال آدمی بھی اکتساب علوم اور تحصیل فنون سے عاجز ہو تو ایک بےسرو سامان کے لئے ایسی اعلیٰ تعلیم کہاں سے میسر ہو سکتی تھی آپ کی سوانح سب کو معلوم ہے کہ طفولیت ہی میں یتیم ہوئے اور ہوش سنبھالنے کے بعد بعض ابواب معیشت اور دیگر افکار میں مبتلا ہو گئے ہاں پیدائشی طور پر جو بہت ہی شدید اور قوی داعیہ طلب حق اور معرفت الٰہیہ کا آپ کے قلب مبارک میں موجزن تھا اور جو سخت نفرت اور بغض آپ کو فطری طور پر رسوم شرکیہ اور فحشاء و منکرات سے تھا وہ آپ کو تبتل (انقطاع خلائق) اور یکسوئی اور عزلت گزینی کی طرف کرتا تھا چنانچہ آپ کبھی کبھی کئی کئی دن تک تمام انسانوں کے جوار سے علیحدہ ہو کر غاروں اور پہاڑوں میں خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کو یاد کرتے اور اپنی کانشنس کے موافق اس کی عبادت کیا کرتے تھے جہاں انسان کا گذر تو کیا کوئی پرندہ بھی پر نہ مارتا تھا۔ تاریخ کی نہایت ہی معتبر اور محفوظ روایتیں جن سے بڑھ کر کوئی وثوق کی چیز تاریخ کے خزانہ میں نہیں مل سکتی۔ بتلاتی ہے کہ آپ حرا کی چوٹی پر (جسے جبل النور کہتے ہیں) کئی کئی دن تنہا رہ کر اس وحدہٗ لاشریک کی معرفت کی طرف قدم اٹھاتے تھے کوئی شخص ان چند ایام خلوت میں بھی یہ ثابت نہ کر سکا کہ آپ

Marfat.com

کے پاس خفیہ طور پر کوئی معلم جاتا تھا اور وہ آپ کو کتاب پڑھاتا تھا۔ ایسے حالات میں نزول قرآن سے پہلے آپ کے تعلیم یافتہ ہونے کا ادعا کس قدر بے دلیل بات ہے قرآن نے صاف صاف اعلان کر دیا۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

قرآن شریف سے پہلے نہ تو کوئی کتاب پڑھتا تھا نہ اپنے داہنے ہاتھ سے لکھتا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو البتہ اہل باطل شبہ میں پڑتے۔

نبوت سے پہلے ایک دفعہ بچپن میں اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ اور ایک مرتبہ جوانی میں دوسرے رفقاء کے ساتھ آپ کو شام کی طرف بغرض تجارت چند روز کے لیے سفر کا اتفاق ہوا۔ بحیرا راہب نے اسی سفر میں آپ کو دیکھا اور آثار رشد و صلاح اور علامات نبوت دیکھ کر حضورؐ کے تابناک مستقبل کے متعلق کچھ پیشین گوئی بھی کی لیکن جیسا کہ حافظ ابن تیمیہ نے لکھا ہے پڑھنا پڑھانا تو درکنار کوئی شخص تاریخ سے ایک شہادت بھی اس بات کی پیش نہیں کر سکتا کہ اس چند ساعت کی صحبت میں آپ نے ایک کلمہ اور ایک حرف بھی بحیرا یا کسی اور راہب یا قسیس سے سیکھا ہو اور اگر بالفرض ایسا ہوتا تو سب سے پہلے قافلہ والوں کو اور بحیرا کے متبعین کو اس کی خبر ہوتی اور وہ بڑے زور شور سے اپنی تاریخوں میں درج کرتے کہ محمد معاذ اللہ فلاں راہب کے شاگرد ہیں۔ حالانکہ صفحات میں اس کا کوئی نشان موجود نہیں۔ تیسرے سوال کے متعلق یہ کہنا ہے کہ اگر مدعی الہام ایسا ہو کہ اس نے باقاعدہ علوم و فنون کو حاصل کیا ہو اور اپنی سادہ زندگی میں اس کی فصاحت اور علمی قابلیت بھی مشہور ہو چکی ہو اور اس کے پاس

Marfat.com

ایسا سامان موجود ہو جس کی وجہ سے وہ تصنیف و تالیف پر قادر ہو جائے۔ بعدہ وہ ایک نفیس کتاب کو لکھ کر اس کے الہامی ہونے کا دعویٰ کر دے تو شبہ کی گنجائش ہو سکتی ہے۔

کیا فیضی کی تفسیر اور سعدی کی گلستان کو معجزہ کہہ سکتے ہیں

آپ نے سنا ہوگا کہ قرآن کے مقابلہ میں بعض خوش فہم فیضی کی بے نقط تفسیر اور سعدی کی گلستان کو پیش کر کے یہ کہا کرتے ہیں کہ جس طرح ان دونوں کا جواب آجتک کوئی نہ کہہ سکا۔ اسی طرح اگر قرآن کا جواب بھی کسی نے نہ دیا تو وہ معجزہ کیونکر ہو سکیگا اور اگر وہ معجزہ ہے تو فیضی کی بے نقط تفسیر اور سعدی کی گلستان بھی معجزہ ہوگی۔

اس کا جواب

حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ سعدی اور فیضی دونوں کے پاس سامان تعلیم و تالیف کس قدر موجود تھا۔ کتنے عرصہ تک انہوں نے تعلیم حاصل کی، برسوں مدرسوں میں پڑے رہے، راتوں کو جاگے، مدتوں محنتیں کیں، سالہا سال کی محنتوں اور دماغ سوزیوں کے بعد اگر بالفرض، فیضی یا حریری یا متنبی یا کوئی اور عربی میں۔ سعدی فارسی میں، ملٹن انگریزی میں، یا ہومر یونانی میں، یا کالیداس سنسکرت میں ایسے ہوئے کہ ان کا کلام دوسروں کے کلام سے فائق ہو گیا تو کوئی تعجب کی جگہ نہیں۔

خدا کے کلام معجزہ کی تعریف میں میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ وہ اسباب متعارفہ کے توسط کے بدون صادر ہونا چاہیئے، کیا ان لوگوں کی باقاعدہ تحصیل علوم

Marfat.com

استادوں کے ساتھ طویل ملازمت، وہمنشینی، وسیع مطالعہ، مدتوں کی مشاقی اور جدوکد ان کے جاننے والوں سے مخفی ہے؟ اور کیا فائق کلام بولنے یا لکھنے کیلئے یہ ظاہری اسباب نہیں ہیں، اگر ہیں اور ضرور ہیں تو ان کے کلام کا فائق ہونا بلا سبب متعارف کے ظاہر نہ ہوا بلکہ اتنی خاک جاننے اور مصیبت بھگتنے کے بعد اگر ان کا کلام ایسا نہ ہوتا تو خلافِ عادت ہونے کی وجہ سے موجب تعجب ہو سکتا تھا لہذا فیضی کی تفسیر کا ایک خاص صنعت بے نقط ہونے میں تفوق محل تعجب نہیں تعجب یہ ہے کہ جس نے کتاب اور کاغذ، قلم، دوات کو چالیس برس تک ہاتھ نہ لگایا نہ کسی درسگاہ میں قدم رکھا، اس نے وہ کتاب دنیا کے سامنے پیش کی کہ ہزاروں سعدی اور لاکھوں فیضی اس کے اوپر قربان ہو جانا اپنا فخر سمجھے اور سمجھتے ہیں اور سمجھتے رہیں گے بلکہ وہ اور ان سے زیادہ باکمال ہستیاں اپنی ہستی اور کمالات کا سرچشمہ بھی اسی نور مجسم اور اسی کتاب مقدس کو سمجھتے ہیں۔ دیکھو خود حضرت سعدی بوستان کے دیباچہ میں قرآن لانیوالے پیغمبرؐ کی نسبت کیا فرماتے ہیں ۔ اشعار

خلافِ پیغمبر کسے رہ گزید!! — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
مپندار سعدی کہ راہ صفا — تواں رفت جز بر پئے مصطفےٰ
کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست — ہمہ نورہا پرتو نور اوست
یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست — کتب خانہ چند ملت بشست
بلند آسماں پیش قدرت خجل! — تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گل
تو اصل وجود آمدی از نخست — دگر ہرچہ موجود شد فرع تست

Marfat.com

ندانم کدامیں سخن گویمت | کہ والا تری زانچہ من گویمت
ترا عز لولاک تمکیں بس است | ثنائے تو طٰہٰ و یٰسین بس است
چہ وصفت کند سعدی ناتمام | علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

اور فیضی جس کو قرآن کے مخالف بطور ایک شیر محروح گواہ کے پیش کرتے ہیں اپنی تفسیر کی ابتدا میں اس نبی امی کی کتاب کو خدائی کلام مانتے ہوئے اور اس کے سامنے تمام علوم و کتب کو (خواہ فیضی کی ہوں یا سعدی کی) ہیچ بلکہ محض درد سر قرار دیتے ہوئے کہتا ہے۔

العلوم کلہا صداع الاعلم کلام اللہ و کلام اللہ لاعدد لمحامدہ ولا حد لمکارمہ ولا حصر لرسومہ ولا احصاء لعلومہ وما علم کلام اللہ کلہا احد لا اللہ ورسولہ واولو العلم ما علموا الا عداد۔

کلام اللہ کی معلومات کے علاوہ تمام علوم درد سر ہیں اور کلام اللہ کے محامد کی کوئی تعداد نہیں نہ اس کی مناقب کی کوئی انتہا ہے اس کی صداقت کے نشان غیر محصور اور اس کے علوم بے شمار ہیں جو علوم کلام اللہ میں موجود ہیں ان سب پر سوائے خدا اور اس کے رسولؐ کے کسی کا احاطہ نہیں تمام اہل علم کو جو کچھ ہاتھ آیا وہ ایک محدود حصہ ہے۔

پس جب فیضی اور سعدی بھی خود اپنے اقرار کے موافق اس نبی امی صلعم کے دلبستان علم و حکمت میں ایسے ہیں جیسا کہ ایک شیر خوار بچہ سمندر کے کنارہ پر لیٹا ہوا ہاتھ پاؤں مار رہا ہو جس کے ہاتھوں کو کبھی کبھی ایک آدھ بوند پانی کی لگ جاتی ہو تو اب سعدی کی گلستان یا فیضی کے کلام کو کلام اللہ

Marfat.com

کے مقابل لانا نہ صرف فیضی اور سعدی کا استہزاء اور شاہد کی ضمیر کے خلاف شہادت دلانا ہے، بلکہ حد درجہ کی بے حیائی سے مدعی سست اور گواہ چست کے طور پر اپنے آپ کو ذلیل اور رسوا کرنا۔ علاوہ اس کے ایک بات اور بھی ہے وہ یہ کہ کیا فیضی اور سعدی نے یہ آواز بھی لگائی تھی کہ تمام دنیا مل کر میری کتاب کی گلا یا جزء مثال پیش کرے اور کیا پھر یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ ہرگز پیش نہ کر سکے گی کیا انہوں نے کسی ایک آدمی کو بھی اپنے مقابلہ کے لئے ابھارا، عار دلائی، مجبور کیا کہ وہ ناچار سامنے آئیں اور ایسے سامان مہیا کئے کہ ان کو خواہی نخواہی کشاں کشاں سامنے آنا پڑتا اور وہ مجبور ہوتے کہ فیضی اور سعدی کے کلاموں کا معارضہ کریں اور فرض کرو کہ سعدی وغیرہ تحدی اور مبارزہ بھی کرتے اس پر بھی کوئی، میدان میں نہ آتا تو یہ بھی عجز کی دلیل نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ ممکن تھا کہ دنیا ان کا مقابلہ کرنے میں کوئی عظیم نفع یا نہ کرنے میں کوئی عظیم نقصان نہ سمجھتی اور اس لئے اس دعوی سے بے التفاتی اور استغنا برتتی مگر برخلاف اس کے قرآن نے شروع ہی سے دعوی کیا کہ میرا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ غیرت دلائی جھنجوڑ جھنجوڑ کر اٹھایا۔ چابک مار مار کر معارضہ کے لئے کھڑا کیا۔

قرآن کی طرف سے مقابلہ کا پُر زور چیلنج

اور کہا کہ میرے جیسی ایک چھوٹی سی سورت سب مل کر بنا لاؤ اور اسی پر فیصلہ ہے اگر نہ لاسکو اور ہماری دعویٰ یہ بھی ہے کہ کبھی نہ لاسکو گے تو پھر مجھے خدا کا کلام تسلیم کرو ورنہ اس ابدی عذاب سے ڈرو جو منکرین کے لئے

Marfat.com

تیار ہے، اب دیکھئے کہ چیلنج کس زور کا تھا اور کتنے بھاری نفع یا نقصان کا سودا تھا کیا ایسی حالت میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ لوگوں نے توجہ نہ کی ہوگی یا پوری ہمت اور قوت سے مقابلہ کے لئے نہ نکلے ہوں گے، حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ پوری توجہ اور پورا اعتنا رکیا گیا کیسے کہا جائے کہ توجہ نہ کی گئی ہوگی، جب کہ آپ کے پیچھے پیچھے آدمی دوڑتا تھا کہ اے لوگو یہ مجنون ہے اس کی بات نہ سنو تاکہ آپ کا اثر کہیں جمنے نہ پائے آپ کی ہلاکت کی کوشش کی گئی آپ پر ہر قسم کے حملے کئے گئے، آپ کے قتل کے لئے بڑے بڑے انعاموں کا اعلان ہوا۔ اور جب آپ کا اثر برق رفتاری سے بڑھتا گیا اور آپ کی صداقت وحقانیت اور صبر و استقامت کو دیکھ کر ہزار ہا نفوس آپ کے گرویدہ ہو گئے اور آپ کے حریفوں کے خاص خاص لوگ بھی ان سے ٹوٹ کر آپ کے حلقہ بگوش غلام بن گئے خاندان کے خاندان داخل اسلام ہونے لگے بعض بڑے بڑے متمول اور معزز لوگ عیش و عشرت چھوڑ کر آپ کے پاس پہنچے۔ پیارے پیارے بچوں اور عورتوں کو خیرباد کہہ کر فقیرانہ حالت میں نہایت بے سروسامانی کے ساتھ آپ کے قدموں میں آپڑے اور سخن کٹھن اور خطرناک زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوئے کہ بشر سے اس کا تحمل سخت دشوار تھا تو آپ کے مخالفوں نے غیظ و غضب سے بیتاب ہو کر جنگ و جدال اور معرکہ آرائی شروع کر دی، تلواریں اٹھائی گئیں، صف آرائیاں ہوئیں۔ خون کی ندیاں بہائیں۔ جانیں گنوادیں۔ خویشوں اور عزیزوں کے سر کٹوائے۔ مال ومتاع کو برباد کیا تاکہ کسی نہ کسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مغلوب کرلیں۔ اُدھر سے بہت سہل آسان طریقہ مغلوب بلکہ اثر کے کلیۃً معدوم

Marfat.com

کرنیکا یہ بتایا گیا کہ صرف تین آیت کی برابر ایک چھوٹی سی سورت اسی شان کی لے آؤ جس شان میں قرآن تمہارے سامنے ہے تو ہم خود بخود تمام تحریک کو ختم کرکے اپنی جماعت بلکہ اپنے آپ کو بھی تمہارے حوالے کر دیں گے۔ پھر مقابلہ کی اس آسان اور سہل ترین تدبیر کے ساتھ اور بھی رنگارنگ سہولتیں بلکہ ہر ممکن آسانی بھی اُن کے لئے بہم پہنچادی۔ چنانچہ جب چیلنج دیا تو یہ نہ کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ان جیسے ایک اُمی کو منتخب کرو بلکہ سب کے سب مل کر جتنے فصیح و بلیغ تعلیم یافتہ قبائل ہیں سب جمع ہو جاؤ۔ اتنے پر بھی بس نہیں، تمام دنیا کے انسانوں کو بھی جمع کر لو۔ بلکہ انسانوں کے ساتھ دوسری مخلوق کو بھی شامل کرکے ایک سورۃ بنالاؤ تو نہ تلوار اٹھانے کی ضرورت ہو گی، نہ خون بہانے کی حاجت باقی رہے گی، نہ سلطنتیں اور سرداریاں تباہ ہوں گی، نہ سازشیں کرنا پڑیں گی اور ساری تدابیر اسی ایک سہل بات پر ختم ہو جائیں گی، پہلے گذر چکا ہے کہ وہ اس قدر بولنے والے تھے کہ بولنے میں اور زبان کی فصاحت میں اپنے سوا تمام دنیا کو گونگا سمجھتے تھے جو صاف دلیل ہے کہ ان کے پاس مقابلہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز آسان اور سہل نہ تھی مگر ان کی زبانیں گنگ ہوگئیں، دماغ مفلوج ہو گئے، جوارح معطل ہو گئے، لیکن اس سہل ترین اور فیصلہ کن مقابلہ کی تاب نہ لاسکے۔

لقلنا مثل ھذا کا جواب

کبھی کبھی زبان سے یہ بھی کہتے تھے:۔

لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ — اگر ہم چاہتے تو اس جیسا کلام کہدیتے

Marfat.com

یعنی نہ ہم نے چاہا نہ کہا۔ مگر کیوں نہ چاہا، اس لئے کہ اپنی عزت اور آبرو اور قرآن کے سامنے اپنے عجز اور کمزوری کی پردہ پوشی صرف اسی صورت میں دیکھی اگر وہ جھوٹ موٹ کہدیتے کہ یہ ہمارا کلام قرآن جیسا ہے تو کہنے والے کی زبانی دانی اور فصاحت اور تصدیق کرنیوالوں کی سخن شناسی اور سخن فہمی پر ایسا سخت بدنما داغ لگتا کہ وُہ کسی بزم سخن اور محفل ادب میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے اور دنیا ان کا تمسخر اڑاتی اس وجہ سے یہ ہمت کسی نے نہیں کی بلکہ جب مضطر ہوئے تو یوں ٹال دیا کہ اگر ہم چاہتے تو کہہ دیتے مگر ہمنے چاہا ہی نہیں لیکن اس کا فیصلہ ہر عاقل خود بخود سابقہ واقعات کو ملحوظ رکھ کر کرسکتا ہے، کہ کیا انہوں نے چاہا یا نہیں چاہا۔

بھائیو! کیا یہ ممکن ہے کہ خود تمام مصیبتیں برداشت کریں اور دوسروں کو بھی ہر ایک مصیبت میں ڈالیں، قرآن پڑھنے والوں کے خلاف بادشاہوں کے پاس جاکر مدد مانگیں۔ ہر قسم کی سازشیں کریں لوگوں کو قرآن سننے سے روکیں اور خود اقرار کریں کہ اس آواز سے ہماری عورتیں اور بچے مفتون ہوتے جاتے ہیں قرآن ان کے مذہبوں پر ایسی کاری ضرب لگائے، ان کی سرداریوں کو خاک میں ملادے، ان کے کبر و نخوت کے طلسم کو توڑ دے ان کی معبودوں کی حکومت میں زلزلہ ڈالدے، ان کے جتھے توڑ ڈالے، انکی قوتیں پراگندہ کر ڈالے، بھائی کو بھائی سے، باپ کو بیٹے سے، میاں کو بیوی سے، دوست کو دوست سے، غرض آدمی کو کل محبوب چیزوں سے چھڑا کر صرف اپنا ہی دلدادہ وشیدا بنالے، مگر وہ برق زبانی اور شیوا بیانیوں کے مدعی زبانیں سی کر اور

Marfat.com

لبوں کو بند کرکے چپ بیٹھے رہیں۔ اور باوجود ایسے مذاب البیان اور قادر الکلام ہونے کے دو چار جملے بنانے کی خواہش بھی نہ کریں۔

قرآن کسی ایک آدمی یا کمیٹی کا بنایا ہُوا کلام نہیں

جب کوئی بات نہ بن پڑتی تھی اور قرآن کے علوم کو محمد اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے تطبیق نہ دے سکتے تو کہتے انما یعلمہ بشر۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرآن کوئی دوسرا آدمی تعلیم دیتا ہے اور یہ اشارا ایک شام کے نصرانی کی طرف تھا اس کا جواب بھی قرآن نے ایسا دیا کہ دنیا پر واضح ہو گیا کہ یہ مقولہ بھی نہایت بے بسی کی حالت میں ان سے صادر ہُوا تھا۔

لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ٥ — یعنی یہ لوگ کجروی سے جس شخص کی طرف قرآن کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہاں ایک روشن اور فصیح زبان عربی کے مقابلہ کا چیلنج دیا جا رہا ہے۔

جس سے بڑے بڑے قریشی عرب جان چراتے ہیں وہ عجمی غلام اسے کیا جانے کبھی کبھی بالکل ہی بدحواس ہو کر کہہ اٹھتے تھے۔

اِنْ هٰذَا اِلَّا اِفْكُ نِ افْتَرٰهُ وَاَعَانَهٗ عَلَیْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ٥ — یہ قرآن اس کے سوا کچھ نہیں کہ (معاذ اللہ) محمد صلعم کی اختراع دگھڑنٹ ہے) جس کی تصنیف میں دوسری جماعت نے اس کی مدد کی ہو۔

دیکھو کس قدر مذبوحی حرکات ہیں بے ساختہ زبانوں سے نکل جاتا ہے کہ ایک انسان سے ایسا کلام ممکن نہیں کہ بن پڑے۔ ہو نہ ہو یہ کمیٹی کا کام ہوگا

Marfat.com

اس کا جواب بھی مسکت اور دندان شکن دیتے ہوئے فرمایا۔

فَقَدْ جَاءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ہ — اسے ایسا ظلم اور دن دہاڑے ایسا سفید جھوٹ۔

اگر بالفرض ہمارے پاس کمیٹی ہے تو تم اس سے زیادہ آدمیوں کی کمیٹی بنا سکتے ہو تم کو تو تمام جن و انس کی کمیٹی بنانے کی اجازت دی ہے۔ پھر جب تمام انسانوں کے جمع کرنے کی تم کو اجازت دی گئی تو تم ہم سے دعویٰ کیسا تھا اس کمیٹی کے تمام افراد بھی اگر تمہیں معلوم ہوں مانگ لو جو تمہارے کہنے کے موافق ہمارے پاس ہے اسلئے کہ وہ بھی انسانوں میں داخل ہیں جن کے جمع کرنے کی تمکو مہلت دی گئی ہے باوجود اس قدر وسعت اور آسانی بہم پہنچانے کے بھی اگر مقابلہ کلام ایزدی کا نہ کر سکے اور نہ کر سکو گے اور یہ بھی مطالبہ نہ کیا کہ تم فلاں فلاں آدمی کو ہمارے ساتھ دیدو جن پر تمکو خیال ہے کہ وہ کمیٹی کے ارکان ہیں تو سمجھ لو کہ یہ محض شرارت اور ظلم اور دروغ بے فروغ ہو گا کہ قرآن کی تصنیف کسی مجہول الحال کمیٹی سے منسوب کرتے رہو۔

قرآن کسی ایک شخص یا کمیٹی کا کلام نہیں ہو سکتا

پھر کیا کسی کمیٹی کا پنچائتی کلام ایسا ہو سکتا ہے ہ آپ نے بڑے بڑے فصیح البیان اور عمدہ بولنے والے بھی دیکھے ہونگے کیا کوئی ایسا لکچرار آپ کی نظر میں ہے جو ہر ایک مضمون کے بیان پر یکساں بولنے کی قدرت کر سکتا ہو کوئی آدمی ہر مضمون کے بیان پر یکساں قدرت نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ بڑے بڑے قصیدوں میں وہ ہی چار اشعار منتخب ہوتے ہیں اس لئے کہ کسی متکلم کو ہر مضمون

Marfat.com

پر پوری قدرت نہیں ہوتی چنانچہ علمائے ادب کا اعتراف ہے کہ امراؤ القیس گھوڑوں کی تعریف اچھی کرتا ہے نابغہ خوف وخشیہ میں اعشی شراب کی طلب اور تعریف میں، زہیر رغبت در جار میں اچھا لکھتا ہے۔ جیسے نظامی و فردوسی رزم و بزم میں سعدی وعظ و پند میں تفوق رکھتا ہے۔ لیکن دوسرے فن میں جاکر ان کی ساری جولانیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ بوستان میں ایک جگہ جنگ کی کہانی آگئی وہیں سعدی کی زبان سست پڑگئی بوستان کے پانچویں باب میں اس حکایت کو دیکھ لو کہ نظامی اور فردوسی کے مقابلہ میں سعدی کا کلام کس قدر پھسپھسا ہے کیونکہ رزمیہ کلام لکھنا سعدی کا فن نہیں تھا کسی مشہور سے مشہور شاعر کا دیوان، یا کسی مسلم سے مسلم عالم اور حکیم کی کتاب کیف ما اتفق اُٹھا کر پڑھ جاؤ اول سے آخر تک یکساں زور قائم نہیں رہ سکتا۔

قرآن کو اوّل سے آخر تک دیکھ لو کس قدر مضامین مختلفہ کی رو ہے، جو کہ نہایت روانی، سلاست آب و تاب اور شان و شوکت سے بہ رہی ہے اور ہر مضمون کو کس قدر اور جزالت و فصاحت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے کہیں معاش کا بیان ہے۔ نکاح و طلاق کے قواعد کی تعلیم ہے۔ کہیں فرائض میت تقسیم کی جاتی ہے کبھی نماز روزہ کا وعظ ہے کبھی جہاد کا بیان ہے لڑائی کے نقشے کھینچے جاتے ہیں کہیں سنین ماضیہ کے تاریخی واقعات ہیں، کبھی دلوں کو رلانیوالی پند و نصائح بیان کی جاتی ہے کبھی بہشت کا نقشہ سامنے ہے، کبھی دوزخ کا عذاب یہ سب کچھ ہے مگر طرز بیان میں کوئی سستی نہیں کمزوری نہیں انحطاط نہیں ہر موقع پر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اس کے مقابلہ سے تمام جن و بشر عاجز ہیں اور ہر جگہ زبان

Marfat.com

پر آتا ہے کہ ؏ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست
اوّل سے آخر تک ایک ہی اسلوب اور ایک ہی طرح کا زور اور ایک ہی رنگ ڈھنگ اور سارے کلام کی یہ یکسانیت ہی پتہ دے رہی ہے کہ یہ کسی مخلوق یا کمیٹی کا کلام نہیں بلکہ یہ اس کا کلام ہے جس کی صفات سب کی سب کامل، غیر متبدل، لازوال اور نقص و فتور سے منزہ ہیں۔

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ اور اگر (قرآن) خدا کے سوا (کسی اور کے پاس سے (آیا) ہوتا تو ضرور اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

خدائی کلام سے خدائی شان ٹپکتی ہے

پھر دیکھو اوّل سے آخر تک تمام مضامین نہایت شوکت اور کبریا و عظمت بھرے الفاظ اور زوردار لہجہ میں ادا کئے گئے، اگر یہ کلام اس بشر کا ہوتا جس کی زبان سے ہم تک پہنچا تو اس کی مظلومیت اور دشمنوں کی اس پر مختلف چڑھائیاں تو سب کو معلوم ہیں، ناممکن تھا کہ اس کلام کے اندر کہیں نہ کہیں ظالموں کے سامنے تملق، خوشامد، مداہنت، بیچارگی اور مرعوب ہونیکے آثار موجود نہ ہوتے جن کا نام و نشان بھی قرآن میں اوّل سے آخر تک موجود نہیں۔ بلکہ جس زور و شور اور خدائی شوکت سے شروع ہوا اسی تزک و احتشام اور زور کے ساتھ ختم ہوا۔

اگر کسی نے قرآن کا معارضہ کیا ہوتا تو اس کا ضائع ہونا محال ہے

ممکن ہے کوئی یہ کہہ بیٹھے کہ شاید قرآن کی نظیر پیش کی گئی ہو مگر وہ باقی

Marfat.com

نہ رہی ہو تو میں کہتا ہوں کہ ایک مظلوم اور بے یار و مددگار کا کلام تو اب تک برابر موجود ہے مگر عرب کے بڑے بڑے رئیسوں بلکہ دنیا کے تمام باطل مذاہب و ملل کی دلی تمنا جس کلام سے پوری ہو جاتی وہ باقی نہ رہے۔ کیا اسے عقل سلیم باور کر سکتی ہے؟ پھر جب کہ موافقوں سے تعداد کہیں زیادہ ہو رہے زمین پر دشمن پھیلے پڑے ہوں جو ہر آن ایسی چیز کے تجسس میں آغاز اسلام سے آج تک رہے جو قرآن کی اس دعوی کو ٹھنڈا کر دے۔ مسیلمہ کذاب نے قرآن کے سامنے منہ چڑایا تھا وہ تاریخ میں موجود ہے۔ باوجودیکہ وہ بہت زیادہ گندا اور بدبودار اور رکیک اور خلاف تہذیب کلام ہے مگر وہ بھی اب تک باقی ہے۔ یعنی

الم تر ان اللہ خلق النساء افراجا فنولجھن ایلاجا +

مورخوں نے لفظ لفظ کو محفوظ رکھا۔ جب ایسے رکیک اور ناشائستہ کلام کو بھی ضائع نہ ہونے دیا تو کسی اچھے کلام کو اور وہ بھی ایسا اچھا جو بفرض محال قرآن سے بھی اعلیٰ اور برتر ہو کس طرح ضائع کیا جا سکتا تھا اگر قرآن سے بہتر فصیح اور بلیغ کلام ادبی لٹریچر سے گم ہو گیا تو قرآن کا یہ دوسرا اعجاز ہو گا کہ وہ اپنے سے غالب اور قوی کو بھی اس طرح فنا کر ڈالتا ہو کہ آج صفحہ ہستی پہ کوئی اس کو زبان پر لانے والا بھی نہیں۔

عربی نہ جاننے والے کسطرح قرآن کی فصاحت کو پہچان سکتے ہیں

شاید کہو گے کہ ہم تو عربی نہیں جانتے ہماری سمجھ میں کس طرح قرآن کا اعجاز آئے، تو یاد رکھو کہ ہر فن میں اس کے اساتذہ اور ماہرین کے فیصلہ کے آگے سر جھکانا پڑتا ہے پھر عربی زبان آج بھی زندہ زبان ہے سنسکرت کی

Marfat.com

طرح مردہ نہیں، بیروت، مصر، قاہرہ وغیرہ میں اس وقت بھی بہت سے ایسے نصاریٰ اور یہود موجود ہیں جن کے مقابلہ میں بڑے بڑے ادیب قلم نہیں اٹھا سکتے۔ انہوں نے عربی زبان میں عجیب وغریب کتابیں لکھی ہیں اگر تم نہیں جانتے تو جاؤ ان ہی سے کہو کہ ایک سورۃ قرآن کے جواب میں بنا کر دیدیں وہ بھی اسلام کے دوست نہیں۔ بلکہ تم سے بڑھ چڑھ کر اس کے دشمن ہیں ہر ممکن سعی سے وہ اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں مگر یہ حوصلہ آج تک نہ کسی فرد کو ہوا نہ کسی انجمن کو کہ قرآن کے چہاردہ صد سالہ چیلنج کو منظور کرتا وہ اسی میں اپنی لیاقت اور عزت سمجھتے ہیں کہ اس طرف کا قصد نہ کریں تم بھی لاکھوں روپیہ شدھی سبھاؤں پر صرف کر رہے ہو جس طرح عیسائی اپنے مشنوں پر کروڑوں روپیہ لگاتے ہیں بغداد کی آریہ سماج کو لکھو کہ وہ وہاں کے مشنوں کو یہ مشورہ دے کہ سب مل کر قرآن کے جواب میں چند سطر لکھ کر شائع کردیں مگر ہاں بعد میں ان کی فضیحت اور رسوائی کا ذمہ دار تم کو ہونا پڑے گا اس سے بڑھ یہ ہے کہ کوئی مضمون قرآن ہی سے لیلو اور اسی قدر مزایا اور لطائف کی رعایت کے ساتھ اپنی عبارت میں اس کو ادا کردو جس قدر مزایا اور لطائف قرآن کی عبارت میں مرعی ہیں۔ قرآن کے پیرو تمکو بتلادیں گے کہ چراغ مردہ کو نور آفتاب سے کیا نسبت ہے۔

قرآن کا اصلی اعجاز اسکے انتہائی درجہ کی بلیغ نظم و اسلوب میں ہے

نزول قرآن کے وقت بعض لوگوں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ سب مختر عات ہیں۔

Marfat.com

وَيَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

جواب یہ ہے کہ (قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ) اچھا اگر ہدایت کی باتیں نہ سہی تو تم بھی ایسی ہی مفتریات یعنی گھڑی ہوئی باتیں ایسے طرز بیان میں لے آؤ۔ محض ایک شاعرانہ مضمون کے ادا میں بھی بہت بڑا فرق ہوتا ہے ایک ہی خیال ہے جسکو شاعر ایک رنگ سے ادا کرتا ہے دوسرا اسی میں ایسی لطافت پیدا کرتا ہے کہ پہلے شاعر کا کلام اس کے سامنے ہیچ معلوم ہونے لگتا ہے۔

ذوق الملک الشعراء ہے ایک غزل میں لکھتا ہے کہ

آنکھ سے آنکھ ہے لڑتی مجھے ڈر ہے دل کا + کہیں یہ جائے نہ اس جنگ و جدل میں مارا

اس خیال کو دوسرا شاعر مکند رام جس کا نام بھی شاید کسی کو معلوم ہو' ایسی لطافت کے ساتھ ادا کرتا ہے کہ سخن شناسوں کو ناچار اسی کے حق میں فیصلہ دینا پڑا۔ کہتا ہے کہ

دل کی نہیں تقصیر مکند آنکھیں ہیں ظالم　　　یہ جا کے نہ لڑتیں وہ گرفتار نہ ہوتا

دیکھ لو ذوق کا کلام مکند رام کے مقابلہ میں کیسا پھیکا پڑ گیا ہے اسی طرح فردوسی نے کہا تھا۔

جہاں را بلندی و پستی توئی　　　ندانم چہ آنچہ ہستی توئی

نظامی نے اس کے مقابلہ میں فرمایا ا۔

پناہ بلندی و پستی توئی　　　ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

پہلے مصرع میں پناہ اور دوسرے میں نیستند نے نظامی کے شعر کو فردوسی

Marfat.com

کے شعر سے بلیغ اور بہت صاف کر دیا۔ فردوسی نے لکھا تھا:۔

زہے بارگاہ زافراسباب — زمشرق بمغرب کشیدہ طناب

نظامی کہتے ہیں:۔

زہے بارگاہ کہ چوں آفتاب — زمشرق بمغرب کشیدہ طناب

دیکھو چوں آفتاب نے شعر کو کیسا مبرہن اور لاجواب بنا دیا ہے اور زافر اسیاب کی ذکی ضرورت بھی نہ رہی۔ اُردو میں قمر کا شعر ہے:۔

مرض ہجر مرا خاک ہوا اچھا تم سے — خود مسیحا ہوا جی اور ہیں بیمار آنکھیں

جو ہر نے اس مضمون کو کس قدر خوبی سے ادا کیا ہے:۔

آپ سے اپنا مداوا بھی نہیں ہو سکتا — کیسے علیل ہو کہ جب دیکھو ہیں بیمار آنکھیں

آنکھوں کے ساتھ لفظ دیکھو دیکھنے کے قابل ہے ناسخ کہتا ہے۔

شکل نظر نہیں پڑی آیا نہیں پیام بھی — عمر ہوئی کہ ایک سی حالت چشم و گوش ہے

غالب نے اس کو کس قدر چست اور لطیف بنا دیا۔ کہتے ہیں:۔

نے مژدہ وصال نہ نظارۂ جمال — مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے

ذوق نے کہا تھا۔

ہزار لطف جو ہیں ہر ستم ہیں جان کیلئے — ستم شریک ہوا لون آسمان کیلئے

کسی استاد نے اسی مضمون کو اس طرح لکھا ہے۔

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری میں — کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

سخن شناس سمجھتا ہے کہ دوسرا شعر اول سے باعتبار پاکی الفاظ و حسن ادا و خوبی ترکیب بالا تر ہے اور الفاظ معشوق و پردۂ زنگاری نے اس کے لطف کو

Marfat.com

دوبالا کردیا ہے مومن خاں کہتے ہیں۔

خونبہا قاتل بے رحم سے مانگا کس نے — کہ فرشتے مجھے یاں داغ درم دیتے ہیں

اس کے مقابلہ میں ذوق کا کلام ملاحظہ ہو۔

کبھی تھی ماہی بریاں کہ دبیران قضا — داغ دیتے ہیں اسے جکو درم دیتے ہیں

ظاہر ہے کہ شعر اول میں داغ درم دینا اور خونبہا مانگنا محض ادعا ہے اور دوسرے شعر میں داغ دینا اور صاحب درم ہونا ثابت ہے، دیکھو یہاں داغ اور درم کا مضمون لیکر ایسی طرح ادا کیا کہ پہلے کی نسبت شعر نہایت بلیغ ہو گیا۔ یہ چند نمونے ہم نے اس لئے پیش کئے ہیں کہ یہ ثابت ہو سکے کہ بعض شاعرانہ تخیلات اور مفروض و مخترع مضامین کے ادا میں بھی ترکیب کی بندش اور الفاظ کی چستی اور روانی اور دیگر لطائف و مزایا کی رعایت سے کس قدر فرق اور تفاوت ہو جاتا ہے، پس ہم اجازت دیتے ہیں کہ آج بھی سارے فصیح و بلیغ مل کر ایک دو قصے کہانیاں ہی ایسی عبارت میں پیش کر دیں جو قرآن کی کسی چھوٹی سے چھوٹی سورۃ کے مقابلہ میں لطیف تر اور فصیح تر ہو گیا اس قدر سہولتیں ادا کرنے کے بعد بھی اگر مقابلہ سے عاجز رہے تو یہ اس کی دلیل نہ ہوگی کہ یہ کلام دنیا کے خالق اور مالک کا ہے۔

خدائی کام سے توحید اور خدائی کلام سے رسالت کا ثبوت

میں نے کہا تھا کہ خدائی کام بندوں کے کام سے اس طرح ممتاز ہوتا ہے کہ بندوں کو اس جیسے کام پر کوئی دسترس نہیں ہوتی اسی طرح اللہ کا کلام بھی بندوں کے کام سے الگ پہچانا جاتا ہے کہ ویسا کلام بنانا بندوں کے اختیار اور قبضہ

Marfat.com

یں نہیں ہوتا قرآن کریم نے دونوں مضامین پر ایک ہی آیت میں متنبہ فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

تم کو اور تمہارے اسلاف کو اور تمہارے لئے زمین کا فرش، آسمان کی چھت اور بادلوں کی بارش درختوں کے پھل جس پروردگار نے بنائے اسی کی عبادت کرو اور اس کا مثل مت قرار دو ۔

یعنی جب خدا کے کاموں کا کوئی مثل نہیں لا سکتا تو خدا کو بھی بے مثل ماننا ضروری ہے اسی طرح خدائی کلام کا مثل لانے سے جب سب عاجز ہوں تو اس کو خدا ہی کا کلام یقین کرنا ضروری ہوا اور اسی لئے جو بندہ اس کلام کو لایا ہے اس کی تصدیق بھی ہوئی چنانچہ فرماتے ہیں ۔

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ ۝ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

اور وہ جو ہم نے اپنے بندے (محمد) پر (قرآن) اتارا ہے اگر تمکو اسمیں شک ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی نہیں بلکہ آدمی کی بنائی ہوئی ہے اور اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو اسی جیسی ایک سورۃ (تم بھی بنا) لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے حمایتوں کو بھی بلا لو ۔

ممکن ہے کہ کسی کو یہ خلجان رہے کہ خدائی کاموں کو ہم بظاہر کسی فاعل مختار سے صادر ہوتے نہیں دیکھتے بخلاف اس کے خدائی کلام کو ہم ایک ذی شعور اور با اختیار متکلم انسان کی زبان سے سنتے ہیں اسی لئے ہمارے لئے یہ ممکن ہوتا ہے کہ وہ

Marfat.com

کلام خواہ کتنا ہی اعلیٰ و ارفع ہو ہم اسے متکلم کی طرف منسوب کر دیں۔ جس کی زبان سے ہمارے کانوں تک پہنچ رہا ہے۔ لیکن اس کا یہ شبہ محض سطحی ہے۔ غور کیجئے کہ اگر ایک چھ سات سال کا دیہاتی بچہ آپ کے سامنے آئے جس کو کسی نے گلستان یا بوستان کا ایک یا عرفی یا قاآنی کا ایک قصیدہ یا حافظ شیرازی کی ایک غزل یا کسی اور بڑے عالم یا حکیم یا شاعر یا خطیب کا کوئی منتخب کلام یاد کرا دیا ہو وہ آپ کے رُو برو نہایت صاف و صحیح لب و لہجہ میں اُسے زبانی ادا کر دے اور فرض کرو کہ آپ کو یہ تعیین نہ ہو کہ اصل کلام کس کا ہے تو کیا واقعی اس صورت میں آپ محض اتنا دیکھ کر کہ یہ کلام اسی بچہ کے کام و دہن سے نکل رہا ہے یہ یقین کر لیں گے کہ بے شک یہ کلام اسی بچہ کا تصنیف کیا ہوا اور اسی کے دل و دماغ کا نتیجہ ہوں کہ ایسا کلام بنا سکوں اور اسکے ساری بستی والے بھی موافق اور مخالف گواہ ہوں کہ اس بچہ نے کبھی قبل ازیں ایسی اعلیٰ تعلیم اور صحبت نہیں پائی، جو ایسا کلام تصنیف کرنے پر قادر کرے، کیا آپ ان سب حالات کی موجودگی میں بھی برابر یہی کہتے چلے جائیں گے کہ نہیں یہ سب اسی کی تصنیف ہے، کیونکہ بچہ ذی شعور باختیار، بولنے والا انسان ہے اور اسی کے حلقوم سے ہم یہ آواز سُن رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پرلے درجہ کا بلید، احمق، جاہل اور متعصب بھی اس کی جرأت نہ کرے گا۔ تو ثابت ہوا محض اس قدر دیکھ لینے سے کہ ایک کلام ایک شخص کے کام و دہن سے نکل رہا ہے یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کلام اُسی کا ہے خصوصاً جب کہ وہ اپنے سے نفی بھی کر رہا ہو اور اس کا ایک جھوٹ بھی عمر بھر ثابت نہ ہُوا ہو اور اس کے حالات زندگی بھی نفی کی تائید

Marfat.com

کرتے ہوں اور خود اس شخص کے کلام کا بڑا بھاری ذخیرہ (احادیث) بھی محفوظ اور مدوّن ہو اور اس میں کا کوئی حصہ باوجود نہایت درجہ کی فصاحت و بلاغت کے اس کلام کے کسی حصہ کی ہمسری نہ کرسکتا ہو اور ساری دنیا ویسا کلام پیش کرنے سے تھک چکی ہو اندریں حالات آپ ہی فیصلہ کریں کہ ایک ایماندار طالب حق کو کیا یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ ؎

گفتۂ و گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

لاریب اس کی یہی شان ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

بلکہ یہ (قرآن) جو پڑھ کر سناتے ہیں وحی (آسمانی) جو ان پر نازل ہوتی ہے۔

اور بلا شبہ قرآن کا لانیوالا وہی نبی ہے جس کی نسبت سینکڑوں برس پہلے خبر دی گئی تھی کہ خدا اس کے مُنہ میں اپنا کلام ڈالے گا۔

نزول قرآن کیوقت نبی کی کیفیت

قرآن جس وقت اترتا تھا یا بالفاظ دیگر حبیب خدا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان سے بولتا تھا اس وقت آپ کے حالات بھی عام تکلم اور خطاب کے حالات سے بالکل ممتاز اور جدا گانہ ہوتے تھے کیونکہ بشری کالبد کو خدائی صفت کا مظہر بننا پڑتا تھا اور تمام روحانی قوتیں اور ملکوتی طاقتیں جو وحی الیہ میں فطرۃً ودیعت کی جاتی ہیں اس مادی عالم سے یکسو ہوکر ملاءِ اعلیٰ اور عالم الغیب کی طرف سمٹ جاتی تھیں تو بشری خصائص اور ملکوتی قوی کے تجاذب اور

Marfat.com

تصادم سے قدرتی طور پر ایسے وقت میں وہ آثار نبی موحی الیہ کے جسم پر طاری ہونے چاہئیں جو عام حالات و اوقات سے مبائن ہوں چنانچہ سیرت نبوی اور احادیث کا مطالعہ کرنیوالوں سے یہ چیزیں پوشیدہ نہیں ہیں باقی تمام اوقات میں جو مکالمات و مخاطبات نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہوتے تھے ان میں ایسے آثار و علائم کا نام و نشان نہ تھا کیونکہ اس وقت ایک بشر کا کلام تھا جو اسی کی زبان سے ادا ہو رہا تھا۔ گو جن علوم و مطالب پر وہ کلام مشتمل ہوتا تھا۔ وہ کیسے ہی صادق اور عمیق بلکہ الہامی ہوں۔

قرآن کی تلاوۃ کا اثر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تلاوت فرماتے تھے یا کسی دوسرے سے سنتے تھے تو آپ خود بھی اس قدر متاثر ہوتے تھے کہ خود اپنے کلام کو پڑھ کر اتنا متاثر ہونا عادۃً متصور نہیں آپکا چہرہ خوف سے متغیر ہو جاتا، آنکھیں بہنے لگتیں۔ گریہ طاری ہو جاتا راتوں کو جب کہ مخلوق بستر استراحت پر آرام کرتی تھی، آپ خدا کے سامنے کھڑے ہو کر قرآن پڑھتے حتیٰ کہ پاؤں سوج جاتے اور قدموں کا ورم دیکھ کر لوگ رحم کھاتے اور آپ فرماتے اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا ایک ہی آیت کو کئی کئی بار پڑھتے اور روتے تھے۔ غرض قرآن کا جو اثر آپ کی زبان سے سننے والے صحابہ قبول کرتے تھے اُن سے زائد آپ پر ہوتا تھا۔ ایک صاحب بصیرت جو خوف خدا کی ذراسی بھی ٹیس دل میں رکھتا ہو اتنی ہی بات سے قرآن کی نسبت ایمان لا سکتا ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف نہیں

Marfat.com

ہے اور نہ وہ کسی ایسے بشر یا کمیٹی کی تصنیف ہے جن کا نام اور حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر مخفی رکھا ہو۔

قرآن کا اثر سامعین پر کیا ہوا

قرآن نے اس قوم پر کیا اثر ڈالا جس نے اسے نو بنو اور تازہ بتازہ پیغمبر صلعم کی زبان مبارک سے سنا تھا اس سوال کا جواب تاریخ کے ان درخشاں واقعات میں سے ہے جن کا اعتراف دوست اور دشمن ہر ایک کو کرنا پڑا ہے۔ دنیا نے جب سے جنم لیا، آسمان نے جب سے سایہ ڈالا، زمین نے جب سے اپنی پشت پر اولاد آدم کو اٹھا لیا، کبھی ایسا عظیم ایسا سریع، ایسا محیر العقول انقلاب چشم فلک نے نہیں دیکھا ہوگا۔ جیسا بے مثال انقلاب عرب کی حالت میں بلا واسطہ اور سارے ربع مسکون کی روحانی حالت میں بالواسطہ اس بے مثال خدا کے اتارے ہوئے بے مثال قرآن کی بے مثال تعلیم سے نمودار ہوا۔

صاحب آیاتِ بینات لکھتا ہے کہ قرآن حکیم ایک ایسے زمانہ میں اترا جبکہ دنیا ایک عجیب روحانی سکتے کی حالت میں تھی اور آپ ایسے ملک میں مبعوث ہوئے جہاں اخلاقی تعلیم کا کچھ سامان نہ تھا اور ایسی قوم کی اصلاح آپ کے ذمہ کیگئی جو سوائے اوہام اور فاسد عقیدوں اور باطل خیالات اور غلط رایوں اور وحشیانہ اعمال اور بداخلاقی اور نفاق اور جنگجوئی کے کسی قسم کی اخلاقی خوبی نہ رکھتے تھے مگر آپ کے الہامی بیان اور خدائی قوت نے ان پر ایسی عجیب غریب تاثیر کی کہ اس سے اُن کی تمام ظاہری و باطنی حالتیں بدل گئیں، برسوں کے بہکے ہوئے خدا کی

Marfat.com

راہ پر چل نکلے اور مدتوں کے سوتے ہوئے غفلت کی نیند سے چونک پڑے جو مشرک تھے وہ موحد ہو گئے، جو کافر تھے وہ ایمان لائے جو بت پرست تھے وہ بُت شکن بن گئے جو گمراہ تھے وہ خدا کی راہ دکھاتے جاہلانہ حمیت اور وحشیانہ عصبیت کا ان میں نام نہ رہا، خاندانی جھگڑے اور پشتینی عداوتیں جاتی رہیں۔ دماغ نخوت و غرور سے خالی ہو گئے اور ان کے دل صبر توکل حلم بردباری، زہد و پرہیزگاری اور جمیع اخلاقی صفات سے بھر گئے، آپ کی تعلیم و ہدایت نے ایک ایسا گروہ خدا پرست پاک طبیعت، راست باز، نیک دل لوگوں کا قائم کر دیا جن کی کوششوں سے شرک و بُت پرستی کی آواز جو تمام جزیرہ نمائے عرب میں گونج رہی تھی بند ہو گئی اور اس کے بدلے ایک بیچوں و بیچگوں بے شبہ و بے نموں خدا کی منادی پھر گئی۔ بتوں نے عدم کا راستہ لیا۔ بُت خانوں کا نشان مٹ گیا، آتش کدے ٹھنڈے پڑ گئے، تثلیث کا طلسم ٹوٹ گیا، اوہام پرستی کا باطل خیال باطل ہو گیا۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۔ حق ظاہر ہو گیا اور باطل مغلوب اور بلاشبہ
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔ باطل مغلوب ہی ہو کر رہتا ہے۔

کیا اس سے اس امر کا مشاہدہ اور درخشانِ نبوت نہیں ملتا کہ آپ حقیقت میں سچے رسول اور خدا ہی کی طرف سے مؤید تھے ورنہ انسان کا کام نہ تھا کہ وہ ایسا انقلاب عظیم عرب کی روحانی اور اخلاقی عادت میں پیدا کر دیتا اور ایسے جنگجو ستم پیشہ لوگوں کو جو بات بات پر لڑتے اور جھگڑتے تھے، اخوت کے ایک رشتہ میں باندھ دیتا اور ان کی پشتینی عداوتوں اور کینوں سے اُن کے دلوں

Marfat.com

کو ایسا صاف کر دیتا کہ اس کا کچھ اثر باقی نہ رہتا، بلکہ دنیا میں ان کو اخلاق اور انسانیت کا نمونہ بنا دیتا۔ سرورِ کائنات صلعم کی ہدایت کی ایسی عجیب و غریب تاثیر اور ایسے حیرت انگیز نتائج کو دیکھ کر منکرین بھی اس بات کے معترف ہیں کہ درحقیقت یہ بات بشری قدرۃ سے خارج تھی جس کی وجہ تھاہ کبھی کسی نے نہیں پائی، کوئی لکھتا ہے کہ قرآن ہی کی تعلیم کا یہ اثر ہے کہ عرب کے رہنے والے ایسے بدل گئے۔ جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو متعصب سے متعصب عیسائیوں کا یہ اقرار ہے کہ دین مسیحی کی ابتدا سے آنحضرت صلعم کے وقت تک کبھی حیوۃ روحانی ایسی برانگیختہ نہیں ہوئی تھی جیسی کہ اسلام کی تعلیم سے ہوئی۔

خدا نے جس سے کلام کیا یعنی اس پہ اتارا اُس کی فہم و اخلاق کا کیا حال تھا؟

اب قرآن کے کلام الٰہی ہو سکنے پہ ایک اور طرف سے بھی غور کرو، وہ یہ کہ خداوندِ اکبر نے جس کی زبان سے کلام کیا اس کی فطرۃ کیسی تھی، پیدائشی طور پر اس نے دل و دماغ کیسا پایا تھا، فہم کے ساتھ، اخلاق کیسے تھے کس قسم کے ہوش و حواس تدبیر و تیقظ انسانی ملکات باطنی خصائل ظاہری شمائل پر وہ سطوہ مخلوق ہوا تھا، دنیا کے چھوٹے چھوٹے راجہ اور سلاطین بھی باوجودیکہ وہ ہم ہی جیسے انسان ہیں تھوڑی سی فانی عزت اور ناپائدار خودداری کے تخیل میں ہر کس و ناکس کو منہ نہیں لگاتے۔ نہ ہر ایک کو اپنی مسند قرب ہمنشینی پہ جگہ دیتے ہیں نہ ہر ایک کو ہم کلامی کا شرف بخشتے ہیں نہ ہر ایک کی زبان سے بولتے اور

Marfat.com

تقریر کرتے ہیں مخصوص اشخاص ہوتے ہیں جن کو مجالست اور مکالمت اور ترجمانی کا حق دیا جاتا ہے یا بطورِ معتمد خاص یا قائم مقام خاص کے نامزد کرتے ہیں، ہر انگریز وائسرائے نہیں بنا دیا جاتا، ہر ترک پاشا نہیں ہوتا، ہر سویلین کا یہ درجہ نہیں کہ وائسرائے سے بلاواسطہ گفتگو کر سکے ٹھیک اسی طرح سمجھ لو کہ ہر ایک انسان خدا کا مکلّم یا رسول اللہ یا نبی یا اس احکم الحاکمین کا نائب السلطنت بنائے جانے کے قابل نہیں۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔	خدا جس جگہ اپنی پیغمبری (کی امانت سپرد) کرتا ہے وہ اس جگہ کی محفوظ اور قابلِ اطمینان ہونے کو (بھی) خوب جانتا ہے۔

اس بات کا تفصیلاً ذکر کرنا کہ کس قسم کے نفوس حق تعالیٰ شانہ، کی ہمکلامی سے مشرف ہو سکتے ہیں میرے لئے مشکل ہے اور وقت بھی اجازت نہیں دیتا کہ میں ایسی لمبی بحث کو چھیڑوں اور اپنی بضاعت اور کفایت کے قدر اس کے متعلق کتاب العقل والنقل میں عرض بھی کر چکا ہوں لیکن اجمالاً اسقدر گذارش کر دینا مناسب ہے کہ جو شخص منصب نبوت پہ فائز کیا جائے۔ ضروری ہے کہ فطری طور پہ اس کی دماغی قویٰ اور قلبی ملکات اور عام اخلاقی حالات تمام اقران سے اعلیٰ وارفع ہوں، فہم و دانش عزم و استقلال صبر و ثبات خلوص نیت، ہمدردی خلائق محنت جفاکشی اور خدا کی اطاعت و وفاداری کے جذبہ سے اس کا ظاہر و باطن رنگا ہوا ہو۔ کوئی شخص یہ خیال نہیں کر سکتا کہ ان ملکات اور قویٰ کے فقدان کی صورت میں خدائے

؎ یہ کتاب آپ دوبارہ پاکستان میں زیر طبع ہے۔ ملنے کا پتہ ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

Marfat.com

قادر و توانا جس کا علم ازلی تمام ماکان و مایکون کو محیط ہے اپنی بھاری ذمہ داری اور نیابۃ الٰہیہ اور امانت عظیمہ کو کیف ما اتفق کسی معمولی انسان کے سپرد کر دیگا قرآن کے لانیوالے کی سیرت (لالف) کو جب ہم اس معیار پر کستے ہیں تو ہمکو ناگزیر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ آج تک جتنے آدمیوں کی نسبت ملہم اور مکلم ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے ان سب میں زیادہ اقدام واحق اور اس منصب جلیل کا باعتبار اپنے فوق العادۃ قوائے عقلیہ و عملیہ کے دنیا کا وہ سب سے بڑا انسان ہی ہوسکتا ہے جس کو ہم نبی اُمی اور پیغمبر عربی کے مشہور اور معروف لقب سے یاد کرتے ہیں فداہ وامی اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و آلہٖ و اصحابہ و بارک وسلم -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ اور حالات زندگی اور حضور کی بعثت کا ایک ایک لمحہ ان ضخیم اور مستند کتابوں میں محفوظ ہے جن سے بڑھ کر روایت کے ہاتھ میں کوئی قابل اعتبار اور باوثوق ذخیرہ نہیں ہے آپ کے پیروؤں نے آپ کی سوانح زندگی اور تمامی اقوال و افعال اور حرکات و سکنات کو اس قدر اہتمام و استیعاب و دیانت، تیقظ اور شغف سے محفوظ رکھا کہ وہ ایک مستقل فن بن گیا بلکہ اس فن سے پھر کئی فن نکل آئے۔ غالباً کسی اُمت نے اپنی آسمانی کتاب کی بھی حفاظت اتنی نہ کی ہوگی جس قدر اُمت محمدیہ نے اپنے پیغمبر کے حالات کی کی اور بیشک ایسے نبی کے حالات کی جواب دہی مذہب اور نہ منسوخ ہونے والا کلام لے کر آیا ایسی ہی حفاظت ہونا چاہیئے تھی تا مرورِ دہور کے بعد بھی کوئی شخص اس ہدایت کے قبول کرنے سے منہ نہ پھیر سکے جسے لیکر آپ تشریف لائے تھے اور یہ حیلہ نہ بنا سکے کہ ہم کو ملہم کے حالات ہی جب معلوم نہیں تو ہم کس طرح پورا پورا

Marfat.com

اطمینان کر سکتے ہیں کہ خدا کا کلام لانے والا ویسی ہی عظمت و شان کا انسان تھا جو اس عہدہ جلیلہ کے لیئے ضروری ہے۔ حدیث اور سیر کی بیشمار کتابوں کی تلخیص میں اس جگہ نہیں کر سکتا البتہ آنحضرت صلعم کے اعلیٰ فہم اور اعلیٰ اخلاق کے متعلق ایک دو چیزیں اپنے رسالہ الاسلام سے نقل کرتا ہوں جو اس موقع پر انشاء اللہ کفایت کریں گی۔

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوۃ اخلاقی و عقلی

عرب کی جہالت و درشت مزاجی کو کون نہیں جانتا جس قوم میں ایسی جہالت ہو کہ کوئی کتاب اُن کے پاس آسمانی ہو نہ زمینی اور اُن کے اخلاق کا یہ حال کہ قتل و غارت وغیرہ ایک معمولی حرکت ہو۔ عقل و فہم کی یہ کیفیت کہ پتھروں کو اٹھا لائے اور پوجنے لگے اور گردن کشی کی یہ صورت کہ کبھی کسی بادشاہ کی اطاعت قبول نہ کریں جفاکشی کی یہ نوبت کہ ایسے ملک میں شاد و خرم زندگی گذار دیں، ایسے جاہلوں اور خود سروں کو راہ پر لانا ہی دشوار تھا چہ جائیکہ علم الٰہیات، علم عبادات، علم اخلاق، علم سیاست مدن میں حکمران تاجدار بنا دیا۔ یہاں تک کہ دنیا نے ان کی اور ان کے شاگردوں کی شاگردی کی ڈاکٹر گستاؤ لیبان کہتا ہے "اس پیغمبر اسلام، اس نبی اُمی کی بھی ایک حیرت انگیز سرگذشت ہے جس کی آواز نے ایک قوم ناہنجار کو جو اس وقت تک کسی ملک گیر کے زیر حکومت نہیں آئی تھی رام کیا اور اس درجہ تک پہنچایا کہ اس نے عالم کی بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر و زبر کر ڈالا اور اس وقت تک بھی وہی نبی اُمی اپنی قبر کے اندر سے لاکھوں بندگانِ خدا کو کلام اسلام پر قائم رکھے ہوئے ہے اگر انصاف کرو تو آپ کے حسنِ اخلاق کا اندازہ کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ

آپ نہ کہیں اگے بادشاہ تھے نہ بادشاہ کے گھرانہ میں پیدا ہوئے تھے نہ کچھ مال و دولت آپ نے جمع کر رکھا تھا، نہ باپ دادا نے کوئی اندوختہ میراث میں چھوڑا تھا، نہ آپ کے پاس تنخواہ دار فوج تھی، نہ اہل وطن آپ کے ہمراہ تھے، نہ قبیلہ والوں کو آپ کے مذہب سے ہمدردی تھی ایسی بیکسی اور بے بسی کی حالت میں آپ نے ان تند خو گنواروں کو ایک ایسی صدائے نامانوس سے مخاطب کیا کہ جس سے بڑھ کر اسوقت ساری دنیا میں کوئی مکروہ آواز نہ سمجھی جاتی تھی اور نہ ایسی صدا دینے والے سے زیادہ ان کے نزدیک کوئی ان کا دشمن اور بدخواہ سمجھا جا سکتا تھا یہ وہی لا الٰہ الا اللہ کی آواز تھی کہ جس نے دفعۃً تمام عرب میں تہلکہ ڈالدیا جس سے باطل معبودوں کی حکومت میں بھونچال آنا شروع ہو گیا اور جس کی چمک سے اس کفر و جہالت کی تاریکیوں میں بجلی سی کوند گئی گویا وہ ایک زور شور کی ہوا تھی جس کے چلتے ہی شرک و بت پرستی کے بادل چھٹ گئے اور آفتاب توحید ابر کے پردہ سے باہر نکل آیا یا ابابیل رحمت تھی جس کی بوچھار نے مخلوق پرستی کے سیاہ ہاتھیوں کے پرخچے اڑا دیئے اور خدا کے گھر کو ان کی زد سے بچا لیا۔ غرض کہ ایک ایسے بے یار و مددگار نے ایسی سخت قوم کو ایسی ظلمت کے زمانہ میں ایسے اجنبی مضمون کی طرف ابھارا اور تھوڑے عرصہ میں ان سب کو ایسا مسخر اور گرویدہ بنا لیا کہ جہاں آپ کا پسینہ گرے وہاں اپنا خون گرانے کے لئے تیار ہو گئے گھر باہر کو ترک کر دیا، زن و فرزند سے بگاڑ لی، مال و دولت کو سنگریزوں سے حقیر سمجھا، اپنے بیگانوں سے آمادہ جنگ و پیکار ہوئے کسی کو آپ نے مارا، کسی کے ہاتھ سے آپ مارے گئے، پھر دو چار روز کا ولولہ نہ تھا، بلکہ آپ کے بعد اسی

Marfat.com

حالت پر استقلال کے ساتھ جمے رہے، یہانتک کہ قیصر و کسریٰ کے تخت اُلٹ دیئے
فارس و روم کو تہہ و بالا کر دیا اور اس پر معاملات میں وہ شائستگی رہی کہ کسی لشکری
نے سوائے مقابلہ جہاد کسی کی ایذا رسانی یا ہتک ناموس کو گوارا نہ کیا یہ تسخیر اخلاق
بتلایئے اس سے پہلے یا اس کے بعد کسی سے ظاہر ہوئی ہے، یہ تو آپ کے اخلاق کی
حالت تھی باقی آپ کی عقل و فہم کا نشان سب سے بڑا یہی ہے کہ آپ بذاتِ خود اُمّی
محض جس ملک میں پیدا ہوئے، جہاں ہوش سنبھالا بلکہ ساری عمر گذاری علوم
سے یک لخت خالی نہ وہاں علوم دینی کا پتہ نہ دُنیاوی کا نشان، پھر اس پر ایسا
دین ایسا آئین ایسی کتاب لاجواب اور ایسی آیات بینات لائے کہ آج تک
بڑے بڑے حکمار اس کا جواب نہیں لا سکے بلکہ بڑے بڑے مدعیان عقل و تہذیب
نے اس کی داد دی، قرآن جیسا زندہ اور علمی معجزہ کس پیغمبر کو دیا گیا جس کا مقابلہ
کیا باعتبار فصاحت و بلاغت کے اور کیا باعتبار علوم و مضامین کے اور کیا
باعتبار تحریف و تبدیل سے محفوظ رہنے کے دنیا کی کوئی کتاب نہیں کر سکی اور
نہ انشاء اللہ تعالیٰ کر سکے گی۔

قرآن کے حق میں ہم اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ خود قرآن تیرہ
سو برس سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے یعنی یہ جس میں ہمت ہو وہ میرا جواب لکھ دے
مگر آج تک کسی کا حوصلہ نہ ہوا اور نہ ہو کہ اس کی ایک چھوٹی سی سورۃ کی مثال
بھی پیش کر سکے اب میں اس کے سوا کیا کہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا
کہ اپنی عادت و اخلاق میں تمام انبیاء علیہم السلام سے فائق تھے ایسے ہی علوم کے
بھی سارے مراتب آپ پر تمام کر دیئے گئے تھے۔ کیونکہ انبیاء سابقین میں نہ ایسا

Marfat.com

اعجاز علمی کسی کو دیا گیا نہ ان کے اتباع میں کسی نے ان علوم کے دریا بہائے ہیں
جو اہل اسلام نے بہائے ہیں اور جب کہ صفت علم تمام ان صفات کی خاتم ہے
جو مربی عالم میں ہیں تو جس کا اعجاز علمی ہوگا گویا اس پر تمام کمالات علمی کا خاتمہ کردیا
جائے گا اور اسی کو ہمارے نزدیک خاتم الانبیاءؑ کہنا مناسب ہوگا اور چونکہ اس
کا دین قیامت تک رہیگا اسلئے اسکی کتاب کا بھی تاقیامت باقی رہنا ضروری
ٹھہرے گا۔

قرآن کریم کی حفاظت

پس جس طرح قرآن کی ہر ایک ادا انوکھی اور ہر ایک شان نرالی ہے ضروری
ہوا کہ اس کی حفاظت بھی بالکل نرالے طریقہ اور نئے رنگ ڈھنگ سے ہو اور
چونکہ وہ محض خدا کی کتاب ہی نہیں بلکہ اس کا کلام معجز ہے اس لئے نہ صرف
اس کے مطالب اور علوم بلکہ اس کی عبارت اور الفاظ بھی تغیر و تبدیل سے
مصئون و مامون رہے بظاہر یہ ایک ایسا مشکل اور اہم اور پر صعوبتہ مقصد تھا کہ
اگر اس کا انصرام صرف ناتواں بندوں کی مرضی، ہمت، تدبیر اور انتظام کے حوالہ
کردیا جاتا اور ایک خاص قسم کی توفیق ربانی ان کی مدد نہ کرتی تو کسی طرح اسکا
سرانجام آسان نہ تھا لیکن اس سے پہلے کہ بندے اس کی حفاظت کے سامان
مکمل کرتے خود قرآن اتارنے والے نے بڑے موکد اور قطعی عنوان سے اس کا
تکفل فرمالیا چنانچہ اسی وقت جب کہ کسی انسان کو یہ یقین کرلینے کیلئے بظاہر کچھ
اسباب موجود نہ تھے کہ قرآن بھی معاذ اللہ کچھ زمانے کے بعد ویسے ہی غلط اور
محرف ترجموں کی صورت میں باقی نہ رہجائے گا جس میں کہ توراۃ و انجیل موجود

Marfat.com

ہیں صاف صاف اعلان فرما دیا گیا کہ :۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ — بیشک ہم ہی نے قرآن اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اس کے نگہبان بھی ہیں۔

یہ وعدہ الٰہی ایسی صفائی اور حیرت انگیز ذرائع سے پورا ہو کر رہا جسے دیکھ کر بڑے بڑے متعصب اور مغرور مخالفوں کے سر بھی نیچے ہو گئے جس طرح قرآن کی بے نظیر فصاحت و بلاغت کے آفتاب نے لمبے چوڑے دعوے کرنیوالوں کی آنکھیں خیرہ کر دیں اسی طرح اس کی بے عدیل حفاظت و خدمت نے بھی ایک مرتبہ اور تاریخ کو اپنی مثال پیش کرنے سے عاجز کر دیا۔ ہر زمانے میں ایک جم غفیر علماء کا جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے ایسا رہا کہ جس نے قرآن کے علوم ومطالب اور غیر منقضی عجائب کی حفاظت کی کاتبوں نے رسم الخط کی، قاریوں نے طرز ادا کی، حافظوں نے اسکے الفاظ اور عبادت کی وہ حفاظت کی کہ نزول قرآن کے وقت سے آج تک ایک زبر یا زیر تبدیل نہ ہو سکا کسی نے قرآن کے رکوع گن لئے کسی نے آیتیں شمار کیں۔ کسی نے حروف کی تعداد بتلائی حتیٰ کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطہ کو شمار کر ڈالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت ایسی نہیں بتلائی جا سکتی جس میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ ہو جنہوں نے کاغذ کے اوراق میں نہیں جو مٹ جانے اور جل جانے کا امکان رکھتے ہیں سیاہی کے نقوش میں نہیں جن کے محو اور مشکوک ہو سکنے کا احتمال ہے لکڑی اور لوہے کے صندوقوں میں نہیں جن کے کھوئے جانے یا ٹوٹ جانے کا اندیشہ

Marfat.com

ہے بلکہ اپنے دلوں کے اوراق میں اور سینوں کے صندوقوں میں بڑی احتیاط اور خبرداری سے محفوظ رکھا۔

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ۔

مگر جن لوگوں کو عقل دی گئی ہے انکے عقیدہ میں تو یہ (قرآن) ایسی کھلی کھلی آیتیں ہیں کہ کوئی منصف مزاج ان سے انکار نہیں کر سکتا۔

خیال کرو کہ آٹھ دس سال کا ہندوستانی بچہ جسے اپنی مادری زبان میں دو تین جزو کا رسالہ یاد کرانا دشوار ہے وہ ایک غیر ملکی زبان کی اتنی ضخیم کتاب کو جو متشابہات سے پر ہے کس طرح فرفر سنا دیتا ہے رمضان المبارک میں اسلامی مساجد کا وہ سین دیکھنے کے قابل ہے جب چھوٹے چھوٹے بچے اپنی ننھی آواز اور معصومانہ لہجہ میں قرآن شریف سنا کر سامعین کے دلوں کو وجد میں لے آتے ہیں پھر کسی مجلس میں ایک حافظ سے کوئی حرف چھوٹ جائے یا اعراب کی فروگذاشت ہو جائے تو چاروں طرف سے تصحیح کرنیوالے للکارتے ہیں یہ ممکن ہی نہیں کہ پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں۔ ان حالات کو سامنے رکھ کر تاریخ سے دریافت کرو کہ کیا قرآن کے سوا کبھی دنیا میں کسی اور کتاب کی بھی اس قدر حفاظت اور خدمت ہوئی ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ کتنا ہی بڑا نکتہ چینی کرنیوالا کیوں نہ ہو اس قدر انصاف کشی نہ کرے گا کہ وہ قرآن کی اس بے مثال حفاظت میں بھی شبہ اور کرنے لگے باقی ایسے سوفسطائیوں سے میرا خطاب نہیں جو محسوسات اور مشاہدات میں بھی لاادری کہنے سے دریغ نہ کریں۔

Marfat.com

قرآن کریم کی تعلیم

قرآن کریم نے تمامی ابواب ہدایت کے متعلق جو کچھ تعلیم دی ہے اس کی پوری تفصیل کسی السانی بیان میں کہاں سما سکتی ہے قرانی علوم کا دریائے ناپیدا کنار کس کی مٹھی میں آسکتا ہے اور کس کی طاقت ہے کہ وہ اسس رب العزت کے سمندر کو ایک کوزہ میں بند کر سکے لیکن قرآن کے اعجازوں میں سے شاید یہ بھی ایک اعجاز ہے کہ وہ جس قدر مشکل ہے اسی قدر آسان بھی ہے جتنا طویل وعریض ہے اتنا ہی مختصر بھی ہے یعنی جس طرح وہ ایک بڑے سے بڑے روشن دماغ حکیم کا پیٹ حکمتوں سے بھر دیتا ہے اسی طرح ایک وحشی سے وحشی انسان کی پیاس بھی اپنے چشمۂ ہدایت سے بجھا سکتا ہے، میں اسوقت قرآن کے علوم و معارف کا تھوڑا سا اندازہ کرنے کے لئے بڑے بڑے کتب خانوں اور درسگاہوں کا حوالہ نہیں دیتا بلکہ ایک بہت ہی سہل طریقہ بتلاتا ہوں کہ مضامین روحانیت اور ابواب ہدایت میں سے جو مضمون اور باب چاہو لے لو اور جتنی کتابیں آسمانی ہونے کی مدعی ہیں ان میں صرف ایک باب سے متعلق جو تعلیمات ہیں ہر ایک مذہب والا انتخاب کر کے پیش کر دے انسانی کتابوں اور آرا سے کوئی اضافہ نہ کیا جائے جو کچھ آسمانی کتاب کے حوالے سے مع اصل عبارت کے ہو اور عبارت کا صحیح ترجمہ ملکی زبان میں کر دیا جائے اس کے بعد وہ سب تحریریں کسی ایک متفق علیہ حکم کے سامنے یا اگر یہ نہ ہو سکے تو عام پبلک کے روبرو پیش کر دی جائیں بیک نگاہ سب کے سامنے آنے سے دنیا خود فیصلہ کر

Marfat.com

لے گی کہ کس کتاب کی تعلیم اس باب میں زیادہ جامع، زیادہ موثر، زیادہ مبرہن زیادہ قابلِ قبول ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر آسان اور بے تکلف صورت تعلیمی موازنہ کی اور کوئی نہ ہوگی۔ ع

بس ایک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

قرآنِ کریم میں اللہ جلّ شانہ، کے کمالات و صفات کا بیان اور ذکر اللہ کی کثرت

مولانا مولوی فیروز الدین صاحب ڈسکوی اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں۔

"پھر ایک بڑی بھاری دلیل قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے کی یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کو نہایت اعلیٰ طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کلام الٰہی کا خاصہ ہے کہ اس میں خالقِ کائنات کی تمام صفاتِ کاملہ بڑی شان و شوکت سے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان اور اس کی صفات کاملہ ایسے طور پر مذکور ہوتی ہیں کہ دنیا کی کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ ایسے ڈھنگ سے بیان ہوئی ہیں کہ اس خصوصیت میں دنیا کی کوئی کتاب اس کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتی بات بات میں اللہ تعالیٰ عظمت و شان جھکتی ہے اور اس کی الوہیت، ربوبیت، خالقیت، رحمانیت اور قدوسیت اعلیٰ سے اعلیٰ طور پر جلوہ گر ہوتی ہے۔ سارا کلام الٰہی اسماء حسنیٰ اور صفاتِ کاملہ رب العالمین سے بھرا پڑا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا ذکر اور اس کا نام اس کثرت سے آتا ہے کہ دنیا کی کوئی کتاب

Marfat.com

اس کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتی۔ گویا قرآن شریف جا بجا خدا کا نام یاد کرنے کے لئے ایک بہانہ اور موقع ڈھونڈتا ہے۔ قرآن شریف کا کوئی صفحہ الٹاؤ اس کا کوئی حصہ پڑھو اس میں اللہ کا نام یا اس کی کسی اور صفت کا ذکر پاؤ گے، قرآن شریف میں صرف دعائیں اور خدا کی صفات ہی نہیں بلکہ اس میں تمام معاملات دینی و دنیوی اور قوانین قومی و ملکی بھی بیان کئے گئے ہیں با ایں ہمہ اس میں اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کے اسماء حسنیٰ جا بجا پائے جاتے ہیں ایسی جگہوں پر اور ایسے معاملات میں بھی جہاں انسان سے سخت دشوار ہے کہ اللہ کا نام لا سکے۔ قرآن میں اللہ کا لفظ ۲۶۶۷ دفعہ آیا ہے اور اس کے باقی اسماء حسنیٰ کا کچھ شمار نہیں اور جو ضمائر اللہ تعالیٰ کی طرف پھرتی ہیں ان کی گنتی بجز خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ تسبیحات اور تہلیلات اور دعاؤں وغیرہ کے موقعہ پر تو اللہ تعالیٰ کا نام آ ہی جاتا ہے لیکن معاملات اور تعزیرات کے موقعہ پر جس طرح قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا نام آیا ہے وہ صرف قرآن شریف ہی سے خصوصیت رکھتا ہے، دنیا کی کوئی کتاب اس خصوصیت میں قرآن شریف سے مقابلہ نہیں کر سکتی توریت و انجیل وغیرہ کے صفحوں کے صفحے خدا کے ذکر اور اس کے نام سے خالی ہیں لیکن قرآن شریف کا کوئی صفحہ کوئی حصہ یاد الٰہی اور نام الٰہی سے خالی نہیں خدا تعالیٰ نے اس واقعہ اور اس معاملہ کا طرز بیان اور اسلوب ہی اس ڈھنگ پر ڈالا ہے کہ خواہ مخواہ اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کا ذکر کہیں بیچ میں ضرور آ جاوے کوئی معاملہ، کوئی واقعہ، کوئی قصہ، ایسا نہیں جس میں بار بار اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ آئے۔ قرآن شریف کے پڑھنے سے نہ صرف دینی احکام اور الٰہی شریعت سے

Marfat.com

آگاہی ہوتی ہے بلکہ کلام ربانی سارے کا سارا یاد الٰہی سے پر ہے۔ صفحے الٹتے جاؤ اور خدا تعالیٰ کا نام بار بار پڑھتے جاؤ اور خدا تعالیٰ کا نام بار بار پاتے جاؤ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت میں بھی کمال ثواب ہے کیونکہ وہ اسمار حسنیٰ سے پر اور درود اور وظیفے کی بھی ایک مقدس کتاب ہے مثال کے طور پر ایک سورۃ طلاق کو لے لو سورۂ طلاق کے نام سے تو مفہوم ہوتا ہے کہ اس میں صرف عورتوں کے طلاق دینے کی بابت احکام و ہدایات ہونگی لیکن نہیں اس میں عبرت، وعظ، تذکیر اور خدا تعالیٰ کے مقدس ناموں کا وظیفہ بھی ہے چنانچہ اس چھوٹی سی سورۃ میں پچیس جگہ اللہ کا لفظ آیا ہے اور بہت سی ضمائر خدا کی طرف پھرتی ہیں باوجودیکہ اس سورت میں معاملہ طلاق کا ذکر ہے جس کو اگر کوئی اور شخص بیان کرتا تو شاید ایک دو جگہ بھی اللہ کا نام نہ لاتا اچھا ہر ایسی کتاب کا جو آسمانی کہی جاتی ہو۔ کیف ما اتفق ایک ایک صفحہ ہاتھ میں اٹھالو اور شمار کرلو کہ اس صفحہ میں خدا کا نام کتنی جگہ اور کیسی عظمت و شان سے آیا ہے یہ موٹی سی بات ہے پتہ دیدے گی کہ کون سی کتاب آسمانی ہے جو کسی معاملہ میں ذرا سی دیر کے لئے اپنے پڑھنے والے کو خدا کی یاد سے غافل نہیں رہنے دیتی اور جو اس کا امکان بھی نہیں چھوڑتی کہ ہزارہا سال تک کروڑوں انسان اگنی وغیرہ الفاظ سے جو بقول سوامی دیانند پرمیشور کے نام تھے آگ اور دوسرے عناصر وغیرہ سمجھ کر خدا کی جگہ ان ہی چیزوں کی عبادت، (پوجا) کریں۔

Marfat.com

قرآن کریم کی بے نظیر سلاست اور روانی

مولانا فیروز الدین فرماتے ہیں :۔ "پھر ایک دلیل قرآن شریف کے کلام ربانی ہونے کی اس کی وہ لثانی بندش اور بے نظیر روانی ہے جس پر آجتک ایک دنیا شیدا ہے کوئی عربی عبارت پڑھو اس کی بندش اور روانی معمولی قسم کی ہوگی لیکن قرآن شریف کی روانی اور سلاست اس قسم کی ہے کہ جو لوگ معنی نہیں جانتے جو لوگ عربی سے کچھ مس نہیں رکھتے وہ ابھی اس کی روانی اور سلاست کو دیکھ کر شیفتہ اور حیران ہیں۔ خوش آواز قاری جب قرآن شریف کو ایک لحن مرغوب اور اسلوب خوش سے پڑھتا ہے تو دلوں میں زلزلہ اور روحوں میں ولولہ ڈالدیتا ہے عام قاری و حافظ جب قرآن شریف کو ایک جوش کے ساتھ پڑھتے ہیں تو کس قدر اثر قلب پر ہوتا ہے دنیا کے سردار حضرت رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) جب اس کلام پاک کو پڑھتے ہوں گے تو سننے والوں کے دلوں پر کیا کچھ اثر پہنچتا ہوگا کلام الٰہی کے الفاظ واقعات کی زندہ تصویریں معلوم ہوتی ہوں گی جو سننے والے کے پیش نظر ہیں کسی شخص کی طاقت ہے کہ قرآن شریف کی سلاست اور روانی کی بابت کچھ بیان کرسکے وہ ایک وجدانی امر ہے اور وجدانیات کی لذت کو بجز چکھنے کے کس کو یارا ہے کہ معرض تحریر یا تقریر میں لاسکے۔ قرآن شریف کی عبارت پر جیسے پڑھے ہوئے مفتون ہیں ویسے ہی ان پڑھ عاشق ہیں، یہی عبارت کی روانی اور دلوں پر عجیب اثر ڈالنے والی جادو بیان کفار عرب کو اس بات کے کہنے پر مجبور کرتی تھی کہ۔

Marfat.com

إِنْ هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ○ یہ (قرآن) تو بس (ایک قسم کا) جادو ہے، جو (اگلوں سے) چلا آتا ہے، اور بس تو کیا تم دیدہ و دانستہ جادو (کی باتیں سننے کو آتے ہو)

تمام آسمانی کتابوں کے مدعی اسی طرح موازنہ کرلیں کہ ہر کتاب کی تھوڑی سی عبارت جس طرح پڑھی جاتی ہے کس اچھے صحیح اور صاف پڑھنے والے سے مجلس میں پڑھوا کر دیکھیں خود معلوم ہو جائے گا کہ قلوب کس سے زیادہ لذت اور اثر حاصل کرتے ہیں قرآن کریم عام اشعار کی طرح کلام منظوم نہیں لیکن اس نے نظم کی روح نکال کر نثر میں ڈالدی ہے، ایک بالکل ہی اچھوتا اسلوب عام نثر اور نظم کے درمیان اختیار کیا ہے کہ شاعر اور خطیب دونوں کی روحیں سو جان سے اس کی لطافت اور شوکت پر قربان ہوتی ہیں۔ قرآن کی ان حسی اور معنوی خوبیوں کو دیکھ کر بے ساختہ زبان پر آ جاتا ہے کہ:۔

بہار عالم حسنش دل و جان تازہ میدارد
برنگ اصحاب صورت را ببوار باب معنی را

قرآن میں ایک مضمون دوسرے سے مغلوب نہیں ہوتا

انسان چونکہ مخلوق ہے اور کمزور مخلوق ہے اسلئے جب اس پر کوئی حالت طاری ہوتی ہے تو اس کے مقابل والی حالت مضمحل اور مغلوب ہو جاتی ہے بڑے سے بڑا قادر الکلام لیکچرار جب غصہ میں بھرا ہوا مضمون بیان کرتا ہے تو عین اسی وقت ملاطفت اور مہربانی کی تقریر ویسے زور سے نہیں کر سکتا اسی

Marfat.com

طرح شفقت و رحمت کے ساتھ اگر غضب و سخط کی بھی ضرورت ہو تو دونوں کا مساویانہ توازن قائم رکھنا ناممکن ہو جاتا ہے یہ صرف خداوند اکبر ہی کی ذات کا خاصہ ہے جسکی ایک صفت دوسری صفت کیلئے مزاحم نہیں ہوتی اور جس کو ایک شان دوسری شان سے مشغول نہیں کر سکتی کہ وہ ہر وقت و ہر آن تمامی متقابل صفات کے ساتھ متصف ہے اسی لئے جب اس کے کلام کو ہم پڑھتے ہیں تو رحمت کے ساتھ غضب، وعدہ کے ساتھ وعید، تبشیر کے ساتھ انذار اور خوف کے ساتھ حب ترازو کے دو پلڑوں کی طرح ہمیں برابر نظر آتے ہیں۔ جن میں سے کوئی بھی دوسرے سے جھکا نہ ہو، عین غصہ کے وقت پیار اور پیار کے ساتھ غصہ اس طرح کہ ایک کا بیان دوسرے سے وزن میں گھٹنے نہ پائے یہ صرف اسی رب العلمین کے کلام میں دیکھا گیا ہے۔

قرآن میں غیبی خبریں

قرآن کے مضامین کے متعلق ایک اور ضروری چیز بیان کرنے سے رہ گئی اور وہ امم ماضیہ اور سنین گذشتہ کی ایسی مفصل اور درست خبریں اور واقعات مستقبلہ کے متعلق اس کی متعدد پیشن گوئیاں ہیں جو حرف بحرف صحیح ثابت ہو چکیں یہ نہیں کہ کاہنوں اور منجموں کے اٹکل پچو بیانات کی طرح سو میں ایک دو دفعہ تیر نشانہ پر جالگا بلکہ قرآن نے جن واقعات کی خبر دی وہ صبح صادق کی روشنی کی طرح نور افزائے دیدہ بصیرت ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ اس آیت کو لے لیجئے۔

Marfat.com

الٓـمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ۔	قریب کے ملک (یعنی فارس) میں رومی (جو نصاریٰ ہیں اہل فارس سے جو آتش پرست ہیں، مغلوب ہوگئے ہیں لیکن یہ لوگ اپنے مغلوب ہونے پیچھے عنقریب چند سال میں (پھر اہل فارس پر، غالب آجائیں گے۔

عجم پر روم کے غلبہ کے متعلق جو خبر جتنے زمانہ کی ساتھ مقید کر کے اس آیت میں دی گئی تھی وہ بلاکم و کاست پوری ہوئی اگر آپ قرآن کی پیشین گوئیوں کے متعلق مفصل دیکھنا چاہتے ہیں تو علماء نے اس باب میں مستقل رسالے لکھے ہیں ان کا مطالعہ کیجئے میں نے تو صرف ایک نمونہ دکھلا دیا ہے۔ اخبار ماضیہ میں بعض کوچشم یہ کہدیتے ہیں کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے پوچھ کر درج کر دیئے ہونگے حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ خود امی تھے آپ کی قوم امی تھی مادری زبان عربی کے سوا کوئی دوسری زبان آپ نے سیکھی نہیں تھی کسی عالم کی ملازمت و صحبت کا آپ کو موقعہ نہیں ملا جو اس قدر مفصل اور مستند واقعات اخذ کر سکتے اگر ایسا ہوتا تو وہ لوگ جن کے پیش نظر آپ کی زندگی کے تمام اطوار و ادوار تھے اور پھر ہر وقت ایسی چیزوں کا کھوج لگانے میں سرگرم تھے جو آپ کی تکذیب کا ذریعہ بنیں تئیس سال کی طویل مدت میں سب سے پہلی ایسی شہادتیں بہم پہنچا کر شائع کر دیتے، شاید اسی لئے قرآن پاک نے ایسے غیر ناشی عن الدلیل احتمالات کار دکرنا بھی ضروری نہ سمجھا، صرف اس قدر تنبیہ کر دی کہ نبی امی صلعم

Marfat.com

پچھلے واقعات بن دیکھے بیان کر رہے ہیں وہ اس کے سوا نہیں، کہ وحی الٰہی نے ان کو معلوم کرائے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ	(اے پیغمبر، یہ غیب کی چند خبریں ہیں
نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ	جن کو وحی کے ذریعہ سے ہم تم کو پہنچاتے
تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا	ہیں اس (قرآن کے نازل ہونے) سے پہلے
قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا	نہ تو تم ہی ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری
	قوم کے لوگ۔

اور فرماتے ہیں۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ	اور (اے پیغمبرؐ) جس وقت ہم نے موسیٰؑ کو
اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ	(رسالت کے) اختیارات دیئے تو تم طور کی
وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ	مغربی جانب (جہاں موسیٰؑ کو رسالت ملی تھی
وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا	موجود) نہ تھے۔ (مگر بات یہ ہے کہ) ہم نے
فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ	بہت سی اُمتیں نکال کھڑی کیں اور ان پر
الْعُمُرُ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا	بہت سے قرن گذر گئے اور نہ تم مدین کے
فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا	لوگوں میں رہے کہ تم ان کو ہماری آیتیں
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا	پڑھ کر سناتے تھے (اور یوں تم کو اس
كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ وَ	وقت کے حالات معلوم کرنے کا موقع ملا ہو)
مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ	بلکہ ہم کو (تمہیں پیغمبر بنا کر) بھیجنا (منظور)
اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً	تھا اور نہ اس وقت کہ ہم نے (موسیٰؑ کو)

Marfat.com

مِنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ
بلایا تھا تم طور کے (کسی) طرف موجود تھے (کہ تم نے وہ واقعات بچشم خود دیکھے ہوں بلکہ (یہ) تمہارے پروردگار کی (ایک) مہربانی ہے تاکہ تم ان لوگوں کو ڈراؤ جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ عجب نہیں (تمہارے ڈرانے سے) یہ لوگ نصیحت پکڑیں۔

اور فرماتے ہیں۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ
(اے پیغمبر) یہ چند غیب کی باتیں ہیں جن کو ہم وحی کے ذریعہ سے تمہیں معلوم کراتے ہیں (اور یہ تمہاری صداقت کی دلیل ہے)، ورنہ جس وقت یوسف کے بھائیوں نے اپنا مصمم ارادہ کر لیا تھا (کہ یوسف کو کنوئیں میں ڈالدیں) اور وہ ان کے ہلاکت کی) تدبیر کر رہے تھے تم تو ان کے پاس موجود نہ تھے (کہ یہ حالات تم کو بطور خود معلوم ہو جاتے)

اچھا واقعات گزشتہ میں آپ کے یہ احتمالات سہی لیکن مستقبل کے متعلق جو بکثرت خبریں دی گئیں اور ایک کی بھی کوئی تکذیب نہ کر سکا۔ ان میں بجز اس کے کہ اس عالم الغیب و الشہادت کی طرف نسبت کیا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

خاتمۂ کلام

میں اپنی تقریر اب ختم کرتا ہوں اور قرآن کریم کی تین بہت ہی چھوٹی

Marfat.com

چھوٹی سورتیں (العصر، الکوثر، الاخلاص) پیش کر کے جو اخیر پارہ میں ہیں تمام مذاہب کو چیلنج دیتا ہوں کہ ان سورتوں میں سے کسی ایک کے مقابلہ میں کوئی پرانا یا نیا کلام سب مل کر لے آئیں جس میں ایسے مختصر اور جامع الفاظ میں اس طرح کے مضمون کو اسی قدر خوبیوں اور لطائف و مزایا کی رعایت کے ساتھ ادا کیا گیا ہو جتنا کہ ہم اہل اسلام بحول اللہ و قوۃ بوقت مقابلہ ہر دو کلام قرآن کریم کی اس سورت کی عبارت اور اسلوب میں بتلا سکتے ہیں اور اس کام کے لئے جتنی مدت اور مہلت معارضہ کرنے والے چاہیں وہ دی جا سکتی ہے اور ہر ایک معقول شرط منظور کی جا سکتی ہے لیجئے ساری بحثیں اور سارے مناظرے صرف ایک ذرا سی بات پر تمام ہوتے ہیں۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَۃُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ	اس پر بھی اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو تم کو ڈرنا چاہیئے اُس آگ سے جس کا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر جو تیار کی گئی ہے منکروں کے لئے۔

خاتمہ مضمون پر میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اس تقریر میں صرف یہ کوشش کی ہے کہ ایک صاف اور سلیس اور معقول طریقہ سے قرآن کریم کا کلام الٰہی ہونا واضح کر دیا جائے مضمون کے دوسرے حصص جو شاید اس کے بعد شائع ہو سکیں، ان میں تفصیلاً بتلایا جائے گا کہ قرآن کریم کے متعلق مخالفین اسلام نے کیا کیا شکوک و شبہات پیش کئے ہیں اور ان کا

Marfat.com

اس طرح ہو سکتا ہے اُمید ہے کہ یہ سلسلہ مبلغین اور مناظرینِ اسلام
اور طالبین حق وصدق کے لئے نافع ہو گا۔

ان اريد الا الاصلاح ما استطعت وما توفيقی
الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

الرّاقم
شبیر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ
دارالعلوم دیوبند۔ ۲۴ جمادی الاولی ۱۳۴۲ھ

Marfat.com

ہماری چند مطبوعات

اسلام میں مشورہ کی اہمیت : مولانا مفتی محمد شفیع (عکسی گلیزیج کارڈ بورڈ)
مشورہ کی اہمیت، شوریٰ کے معنی، مشیر کی ذمہ داریاں اور شورائیت کا مفہوم

آداب النبی صلی اللہ علیہ وسلم : مولانا مفتی محمد شفیع "
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ اور پاکیزہ طرز زندگی پر مستند کتاب ۵۰/۲

شب برات : مولینا مفتی محمد شفیع "
شب برات کے صحیح احکام و فضائل، اور چراغاں و دیگر بدعات کی خرابیاں ۷۵/-

اسلام کے بنیادی عقائد : علامہ شبیر احمد عثمانی "
خدا کا وجود، توحید، نبوت، قیامت جیسے اہم عقائد سلیس انداز سے مع اسلام اور معجزات ۵۰/۲

اعجاز القرآن : علامہ شبیر احمد عثمانی "
قرآن حکیم کے معجزہ برحق ہونے پر تفصیلی دلائل اور اعجاز قرآنی کا ثبوت ۵۰/۲

مجموعہ رسائل ثلاثہ : علامہ شبیر احمد عثمانی "
ہدیہ سنیہ، تحقیق الخطبہ، اور سجود الشمس تین رسائل یکجا ۵۰/۲

العقل والنقل : علامہ شبیر احمد عثمانی "
عقل اور مذہب کے درمیان باہمی تعلق پر سیر حاصل بحث ۵۰/۲

شہید کربلا اور یزید : مولینا قاری محمد طیب "
محمود احمد عباسی کی کتاب "خلافت معاویہؓ و یزید" کا مفصل جواب ۵۰/۲

Marfat.com

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۔ القرآن

ترجمہ: اور یہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں

اَلرُّوح فی القرآن

روح کیا ہے؟ اور قرآن کا
موقف اس سلسلہ میں کیا ہے؟

از

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

ناشر

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

Marfat.com

الروح فی القرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ
اور یہ لوگ آپ سے روح کو پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم
رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَلَئِنْ
بنی ہے۔ اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ اور اگر ہم چاہیں
شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِ
جس قدر آپ پر وحی بھیجی ہے۔ سب سلب کرلیں۔ پھر اس کے لئے آپ
لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ
کو ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی بھی نہ ملے۔ مگر آپ کے رب ہی کی رحمت
اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَ
بیشک آپ پر اس کا بڑا فضل ہے۔ آپ فرما دیجئے اگر تمام انسان
الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُ
اور جنات سب اس بات کے لئے جمع ہو جاویں کہ ایسا قرآن بنا لاویں

Marfat.com

لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۰

بھی ایسا نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار بھی بن جائے

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ

اور ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کا عمدہ مضمون طرح طرح سے

فَاَبٰۤی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوْرًا ۰ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ

بیان کیا ہے پھر بھی اکثر لوگ بے انکار کئے ہوئے نہ رہے۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ

حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا ۰ اَوْ تَکُوْنَ

ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ آپ ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ

لَکَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا

جاری کریں یا خاص آپ کیلئے کھجور اور انگوروں کا کوئی باغ ہو پھر اس باغ کے بیچ بیچ

تَفْجِیْرًا ۰ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ کَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا کِسَفًا

میں جگہ بجگہ بہت سی نہریں آپ جاری کر دیں۔ یا جیسا کہ آپ کہا کرتے ہیں آپ آسمان کے ٹکڑے

اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ قَبِیْلًا ۰ اَوْ یَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ

ہم پر گرا دیں یا آپ اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے لا کھڑا کر دیں۔ یا آپ کے پاس کوئی سونے کا بنا

مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ

ہوا گھر ہو یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم تو آپ کے چڑھنے کو بھی کبھی باور نہ کریں گے

حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ط قُلْ سُبْحَانَ

جب تک کہ آپ ہمارے پاس ایک نوشتہ لائیں جس کو ہم بھی پڑھ لیں۔ آپ فرما دیجئے کہ سبحان اللہ

رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا

میں بجز اسکے کہ آدمی ہوں پیغمبر ہوں اور کیا ہوں۔

Marfat.com

ویسئلونک عن الروح (پ۱۵ ع۱۰)

اور سوال کرتے ہیں تجھ سے روح کی نسبت

یعنی روح انسانی کیا چیز ہے۔ اس کی ماہیت و حقیقت کیا ہے؟
یہ سوال صحیحین کی روایت کے موافق یہود مدینہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزمانے کو کیا تھا اور "سیر" کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں "قریش" نے "یہود" سے یہ سوال کیا تھا۔ اسی لئے آیت کے "مکی" اور "مدنی" ہونے میں اختلاف ہے۔ ممکن ہے کہ نزول مکرر ہوا ہو، واللہ اعلم۔ یہاں اس سوال کے درج کرنے سے غالباً یہ مقصود ہوگا کہ جن چیزوں کے سمجھنے کی ان لوگوں کو ضرورت ہے۔ اُدھر سے تو اعراض کرتے ہیں اور غیر ضروری مسائل میں از راہ تعنت و عناد جھگڑتے رہتے ہیں۔ ضرورت اس کی تھی کہ وحی قرآنی کی روح سے باطنی زندگی حاصل کرتے اور اس نسخہ شفا سے فائدہ اُٹھاتے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (شوریٰ رکوع ۵)

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ (نحل رکوع ۱)

مگر انہیں دور از کار اور معاندانہ بحثوں سے فرصت کہاں؟

روح کیا ہے۔ جوہر ہے۔ عرض؟ مادی ہے یا مجرد؟ بسیط ہے یا مرکب؟ اس قسم کے غامض اور بے ضرورت مسائل کے سمجھنے پر نہ نجات موقوف ہے۔ نہ یہ بحثیں انبیاء کے فرائض تبلیغ میں داخل ہیں۔ بڑے بڑے حکما اور فلاسفر آج تک خود "مادہ" کی حقیقت پر مطلع نہ ہو سکے۔ روح جو بہر حال مادہ سے کہیں

Marfat.com

زیادہ لطیف و خفی ہے اس کی ماہیت و کنہ تک پہنچنے کی پھر کیا اُمید کیجا سکتی ہے۔ مشرکین مکہ کی جہالات اور یہود مدینہ کی اسرائیلیات کا مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ جو قوم موٹی موٹی باتوں اور نہایت واضح حقائق کو نہیں سمجھ سکتی وہ "روح" کے حقائق پر دسترس پانے کی کیا خاک استعداد و اہلیت رکھتی ہوگی ؎

تو کارِ زمیں رانکو ساختی　　　که باآسماں نیز پرداختی

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔

کہدے روح میرے رب کے حکم سے ہے۔

موضح القرآن میں ہے کہ حضرتؐ کے آزمانے کو یہود نے پوچھا سو اللہ تعالیٰ نے (کھولکر) نہ بتایا کیونکہ ان کو سمجھنے کا حوصلہ نہ تھا۔ آگے پیغمبروں نے بھی مخلوق سے ایسی باریک باتیں نہیں کہیں، اتنا جاننا کافی ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آپڑی وہ جی اُٹھا۔ جب نکل گئی وہ مرگیا۔ اھ

الفاظِ قرآنی کی سطح کے نیچے عمیق حقائق مستور ہیں

حق تعالیٰ کا کلام اپنے اندر عجیب و غریب اعجاز رکھتا ہے۔ روح کے متعلق یہاں جو کچھ فرمایا اس کا سطحی مضمون عوام اور قاصر الفہم یا کج رو معاندین کے لئے کافی ہے۔ لیکن اسی سطح کے نیچے، ان ہی مختصر الفاظ کی تہ میں روح کے متعلق وہ بصیرت افروز حقائق مستور ہیں جو بڑے سے بڑے عالی دماغ نکتہ رس فلسفی اور ایک عارفِ کامل کی راہِ طلب و تحقیق و چراغِ ہدایت کا

Marfat.com

کام دیتی ہیں۔

"روح" کے متعلق عہد قدیم سے جو سلسلہ تحقیقات کا جاری ہے وہ آج تک ختم نہیں ہوا اور نہ شاید ہو سکے "روح" کی اصلی کنہ و حقیقت تک پہنچنے کا دعوئے تو بہت ہی مشکل ہے۔ کیونکہ ابھی تک کتنی ہی محسوسات ہیں جن کی کنہ و حقیقت معلوم کرنے سے ہم عاجز رہے ہیں۔ تاہم میرے نزدیک آیاتِ قرآنیہ سے روح کے متعلق چند نظریات پر صاف روشنی پڑتی ہے۔

روح قرآنی کے متعلق چند نظریات

۱:۔ انسان میں اس مادی جسم کے علاوہ کوئی اور چیز موجود ہے۔ جسے "روح" کہتے ہیں، وہ "عالم امر" کی چیز ہے اور خدا کے حکم سے فائض ہوتی ہے۔

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ (بنی اسرائیل)

خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (آل عمران)

ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ، فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (المومنون)

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (نحل)

۲:۔ روح کی صفاتِ علم و شعور وغیرہ بتدریج کمال کو پہنچتی ہیں اور ارواح میں حصولِ کمال کے اعتبار سے بعید تفاوت اور فرقِ مراتب ہے حتیٰ کہ خدا تعالیٰ کی تربیت سے ایک روح ایسے بلند اور اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتی ہے جہاں دوسری ارواح کی قطعاً رسائی نہ ہو سکے جیسے روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہمارا اعتقاد ہے۔

Marfat.com

محققین کہتے ہیں کہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ میں امر کی اضافت رب کی طرف اور رب کی یار متکلم کی طرف جس سے مراد نبی کریم صلعم ہیں اس طرف مشیر ہے کیونکہ امام راغبؒ کی تصریح کے موافق رب اُس ہستی کو کہتے ہیں جو کسی چیز کو تدریج حد کمال تک پہنچائے جہاں تک پہنچنے کی اس میں استعداد پائی جاتی ہو۔ چنانچہ دیکھ لو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ و اکمل استعداد کے موافق اللہ نے آپ کو حسی و معنوی حیثیت سے کس قدر بلند مقام پر پہنچایا۔ آپ کو علوم و معارف سے بھری ہوئی وہ کتاب مرحمت فرمائی جس کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ الآیۃ

اور حسی طور پر آپ کو شب معراج میں سدرۃ المنتہیٰ سے بھی اُوپر لے گئے جہاں تک کسی نبی یا فرشتہ کو عروج میسر نہ ہوا تھا۔

۳؎۔ مگر روح کے یہ کمالات ذاتی نہیں، وہاب حقیقی کے عطا کئے ہوئے اور محدود ہیں۔ چنانچہ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا سے معلوم ہوا کہ علم کسی اور کا دیا ہوا ہے۔ اور جو علم تم کو دیا گیا وہ سب دینے والے کے علم کے سامنے نہایت قلیل اور محدود ہے۔ قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (کہف) وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰهِ (لقمان) اسی طرح آگے مشرکین کے قول لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا کے جواب میں قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ فرمانا اس کی دلیل ہے کہ علم کی طرح بشر کی قدرت بھی بہرحال محدود و مستعار ہے۔

Marfat.com

۴:۔ روح انسانی خواہ علم و قدرت صفات میں کتنی ہی ترقی کر جائے حتیٰ کہ اپنے تمام ہم جنسوں سے گوئے سبقت لیجائے پھر بھی اس کی صفات محدود رہتی ہیں۔ صفات باری کی طرح لامحدود نہیں ہو جاتیں اور یہی بڑی دلیل اس کی ہے کہ روح خدا سے علیحدہ کوئی قدیم و غیر مخلوق ہستی نہیں ہو سکتی۔ ورنہ تحدید کہاں سے آئی۔

۵:۔ کتنی ہی بڑی کامل روح ہو حق تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ جس وقت چاہے اُس سے کمالات سلب کر لے گو اُس کے فضل و رحمت سے کبھی ایسا کرنے کی نوبت نہ آئے۔ یدل علیہ قولہ تعالیٰ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا۔ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ۔ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا۔ یہ چند اصول جو ہم نے بیان کئے اہل فہم کو نصّ آیات میں ادنےٰ تامل کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں صرف "عالم امر" کا لفظ ہے جس کی مناسب تشریح ضروری ہے اور جس کے سمجھنے سے اُمید ہے کہ روح کی معرفت حاصل کرنے میں بہت مدد ملے گی۔

لفظ امر کی تشریح اور امر و خلق کا فرق

لفظ امر قرآن میں بیسیوں جگہ وارد ہُوا ہے اور اس کے معنی میں علماء نے کافی کلام کیا ہے۔ لیکن ہماری غرض سورۂ اعراف کی آیت اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ کی طرف توجہ دلانا ہے جہاں "امر" کو "خلق" کے مقابل رکھا ہے جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ خدا کے یہاں دو مد بالکل علیحدہ علیحدہ ہیں ایک "امر" دوسرا "خلق"۔ دونوں میں کیا فرق ہے؟ اس کو ہم سیاقِ آیات سے بسہولت سمجھ سکتے

Marfat.com

ہیں پہلے فرمایا اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ یہ تو "خلق" ہُوا۔ درمیان میں "استوار علی العرش" کا ذکر کر کے جو شانِ حکمرانی کو ظاہر کرتا ہے فرمایا یُغۡشِی الَّیۡلَ النَّہَارَ یَطۡلُبُہٗ حَثِیۡثًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ وَ النُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمۡرِہٖ یعنی ان مخلوقات کو اک معیّن نظام پر چلاتے رہنا جسے تدبیر و تصریف کہہ سکتے ہیں، یہ "امر" ہُوا۔ اسی طرح سورۂ طلاق میں ارشاد ہے اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَہُنَّ یَتَنَزَّلُ الۡاَمۡرُ بَیۡنَہُنَّ۔ گویا دنیا کی مثال ایک بڑے کارخانے کی سمجھو جس میں مختلف قسم کی مشینیں لگی ہوں۔ کوئی کپڑا بن رہی ہے۔ کوئی آٹا پیس رہی ہے کوئی کتابیں چھاپتی ہے۔ کوئی شہر میں روشنی پہنچا رہی ہے۔ کسی سے پنکھے چل رہے ہیں وغیر ذلک۔

ہر ایک مشین میں بہت سے کل پرزے ہیں جو مشین کی غرض و غایت کا لحاظ کر کے ایک معیّن انداز سے ڈھالے جاتے اور لگائے جاتے ہیں۔ پھر سب پُرزے جوڑ کر مشین کو فٹ کیا جاتا ہے۔ جب تمام مشینیں فٹ ہو کر کھڑی ہو جاتی ہیں تب الیکٹرک (بجلی) کے خزانے سے ہر مشین کی طرف جُدا جُدا راستہ سے نٹ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ آنِ واحد میں ساکن و خاموش مشینیں اپنی اپنی ساخت کیموافق گھومنے اور کام کرنے لگ جاتی ہیں۔ بجلی ہر مشین اور ہر پُرزہ کو اُس کی مخصوص ساخت اور غرض کے مطابق گھماتی ہے حتیٰ کہ جو قلیل و کثیر کہربا روشنی کے لیمپوں اور قمقموں میں پہنچتی ہے۔ وہاں پہنچکر اُن ہی قمقموں کی ہیئت اور رنگت اختیار کر لیتی ہے۔

Marfat.com

"خلق" کیا ہے؟

اس مثال سے یہ بات واضح ہو گئی کہ مشین کا ڈھانچہ تیار کرنا اُس کے پرزوں کا ٹھیک انداز رکھنا، پھر فٹ کرنا ایک سلسلہ کے کام ہیں جس کی تکمیل کے بعد مشین کو چالو کرنے کے لئے ایک دوسری چیز بجلی یا اسٹیم اس کے خزانہ سے لانے کی ضرورت ہے اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالیٰ نے اوّل آسمان و زمین کی تمام مشینیں بنائیں جس کو "خلق" کہتے ہیں، ہر چھوٹا بڑا پرزہ ٹھیک اندازہ کیموافق تیار کیا جس کو "تقدیر" کہا گیا ہے قَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا ط سب کل پرزوں کو جوڑ کر مشین کو فٹ کیا جسے "تصور" اور "تسویہ" کہتے ہیں خَلَقْنٰکُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰکُمْ اور فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ یہ سب افعال خلق کی مد میں تھے۔

"امر" کیا ہے؟

اب ضرورت تھی کہ جس مشین کو جس کام میں لگانا ہے۔ لگا دیا جائے مشین کو چالو کرنے کیلئے "امر الٰہی" کی بجلی چھوڑ دی گئی شاید اس کا تعلق اسم "باری" سے ہے اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ وفی الحدیث فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبراء النسمۃ وفی سورۃ الحدید مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَھَا ای النفوس کما ہو مروی عن ابن عباس وقتادۃ والحسن۔

غرض ادھر سے حکم ہوا "چل" فوراً چلنے لگی۔ اسی "امر الٰہی" کو فرمایا اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (یٰسین) دوسری جگہ نہایت وضاحت کیساتھ امر "کن" کو خلق جسد پر مرتب کرتے ہوئے ارشاد ہوا۔ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (آل عمران) بلکہ تتبع سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں "کُنْ فَیَکُوْنُ" کا مضمون

Marfat.com

جتنے مواضع میں آیا، عموماً خلق اور ابداع کے ذکر کے بعد آیا ہے جس سے خیال گذرتا ہے کہ کلمہ "کن" کا خطاب "خلق" کے بعد تدبیر و تصرف وغیرہ کیلئے ہوتا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

روح کا مبدء صفت کلام ہے

بہرحال میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ "امر" کے معنی یہاں "حکم" کے ہیں اور وہ حکم یہی ہے جسے لفظ "کن" سے تعبیر کیا گیا۔ اور "کن" جنس کلام سے ہے جو حق تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے جس طرح ہم اس کی تمامی صفات (مثلاً حیات، سمع، بصر وغیرہ) کو بلا کیف تسلیم کرتے ہیں۔ کلام اللہ اور کلمۃ اللہ کے متعلق بھی یہی مسلک رکھنا چاہیئے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ "روح" کیساتھ" اکثر جگہ قرآن میں "امر" کا لفظ استعمال ہوا ہے مثلاً قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ، وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا، یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ، یُنَزِّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ۔ اور پہلے گذر چکا کہ "امر" عبارت ہے کلمہ "کن" سے یعنی وہ کلام انشائی جس سے مخلوقات کی تدبیر و تصریف اُس طریقہ پر کیجائے جس سے غرض ایجاد و تکوین مرتب ہو۔ لہٰذا ثابت ہُوا کہ "روح" کا مبدء حق تعالیٰ کی صفت قدیمہ کلام ہے جو صفت علم وحیات کے ماتحت ہے۔ شاید اسی حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ میں اُسی اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ کیونکہ "کلام" اور "امر" کی نسبت متکلم و امر سے صادر و مصدر کی ہوتی ہے مخلوق و خالق کی نہیں ہوتی۔ اسی لئے اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ میں "امر" کو "خلق" کے مقابل رکھا، ہاں یہ امر "کن" "باری تعالیٰ شانہٗ سے صادر ہو کر ممکن ہے کہ "جوہر مجرد" کے لباس میں یا ایک "ملک اکبر" اور "روح اعظم" کی صورت میں ظہور پکڑے

Marfat.com

جسکا ذکر بعض آثار میں ہوا ہے اور جسے ہم کہربائیہ روحیہ کا خزانہ کہہ سکتے ہیں۔
گویا یہیں سے روح حیات کی لہریں دنیا کی ذوی الارواح پر تقسیم کی جاتی ہیں اور الارواح جنود مجندۃ کے بیشمار تاروں کا یہیں کنکشن ہوتا ہے۔ اب جو کرنٹ چھوٹی بڑی مشینوں کی طرف چھوڑا جاتا ہے وہ ہر مشین سے اسکی بناوٹ اور استعداد کیموافق کام لیتا اور اُس کی ساخت کے مناسب حرکت دیتا ہے۔ بلکہ جن لیمپوں اور قمقموں میں یہ بجلی پہنچتی ہے انہی کے مناسب رنگ و ہیئت اختیار کر لیتی ہے

روح کا مبدء صفت کلام ہے پھر وُہ "جوہر مجرد" جسم لطیف کیونکر بن گئی؟

رہی یہ بات کہ "کن" (ہوجا) کا حکم جو قسم کلام سے ہے، جو ہر مجرد جسم نورانی لطیف کی شکل کیونکر اختیار کر سکتا ہے۔ اسے یوں سمجھ لو کہ تمام عقلاء اس پر متفق ہیں، کہ ہم خواب میں جو اشکال وصور دیکھتے ہیں بعض اوقات وُہ محض ہمارے خیالات ہوتے ہیں جو دریا، پہاڑ، شیر، چیتے وغیرہ کی شکلوں میں نظر آتے ہیں۔
اب غور کرنے کا مقام ہے کہ خیالات جو اعراض ہیں اور دماغ کیساتھ قائم ہیں۔ وہ جواہر و اجسام کیونکر بن گئے۔ اور کس طرح اُن میں اجسام کے لوازم و خواص پیدا ہو گئے۔ یہاں تک کہ بعض مرتبہ خواب دیکھنے والے سے بیدار ہونے کے بعد بھی یہ آثار و لوازم جدا نہیں ہوتے۔

Marfat.com

خواب کی مثال سے مطلب کی تفہیم

فی الحقیقت خدا تعالیٰ نے ہر انسان کو خواب کے ذریعہ سے بڑی بھاری ہدایت دی ہے کہ جب ایک آدمی کی قوتِ مصوّرہ میں اُس نے اس قدر طاقت رکھی ہے کہ وہ اپنی بساط کے موافق غیر مجسّم خیالات کو جسمی سانچہ میں ڈھال لے اور اُن میں وہی خواص و آثار باذن اللہ پیدا کرلے جو عالم بیداری میں اجسام سے وابستہ تھے۔ پھر تماشہ یہ ہے کہ وہ خیالات خواب دیکھنے والے کے دماغ سے ایک منٹ کو علیحدہ بھی نہیں ہوئے اُن کا ذہنی وجود بدستور قائم ہے، تو کیا اس حقیر سے نمونہ کو دیکھ کر ہم اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ ممکن ہے قادر مطلق اور مصوّر برحق جلّ و علا کا امر بے کیف (کن) با وجود صفتِ قائمہ بذاتہ تعالیٰ ہونے کے کسی ایک یا متعدد صورتوں میں جلوہ گر ہو جائے۔ ان صورتوں کو ہم ارواح یا فرشتے یا کسی اور نام سے پکاریں۔

روح حادث ہے اور اس کا مبداء (امر رب) قدیم ہے

وُہ ارواح و ملائکہ وغیرہ سب حادث ہوں اور امر الٰہی بحالہٖ قائم رہے۔ امکانِ حدوث کے احکام و آثار ارواح وغیرہ تک محدود رہیں اور "امر الٰہی" اُن سے پاک و برتر ہو جیسے جو صورت خیالیہ بحالت خواب مثلاً آگ کی صورت میں نظر آتی ہے اس صورتِ نار یہ میں احراق، سوزش، گرمی وغیرہ سب آثار ہم محسوس کرتے ہیں۔ حالانکہ اسی آگ کا تصوّر سالہا سال بھی دماغوں میں رہے تو ہمیں ایک لمحہ کیلئے یہ آثار محسوس نہیں ہوتے۔

Marfat.com

ظاہر اور مظہر کے احکام جُدا جُدا ہیں

پس کوئی شبہ نہیں کہ رُوح انسانی (خواہ جوہر مجرد ہو یا جسم لطیف نورانی) "امر ربی" کا مظہر ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ مظہر کے تمام احکام و آثار ظاہر پر جاری ہوں کما ہو الظاہر واضح رہے کہ جو کچھ ہم نے لکھا اور جو مثالیں پیش کیں ان سے مقصود محض تسہیل و تقریب الی الفہم ہے ورنہ ایسی کوئی مثال دستیاب نہیں ہو سکتی جو ان حقائق غیبیہ پر پوری طرح منطبق ہو۔

اے بروں از وہم و قیل و قال من خاک بر فرق من و تمثیل من

رُوح جوہر مجرد ہے یا جسم لطیف؟

رہا یہ مسئلہ رُوح جوہر مجرد ہے جیسا کہ اکثر حکماء قدیم اور صوفیہ کا مذہب ہے، یا جسم نورانی لطیف جیسا کہ جمہور اہلحدیث کی رائے ہے اس میں میرے نزدیک قول فیصل وہی ہے جو بقیۃ السلف بحر العلوم حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب اطال اللہ بقاءہٗ نے فرمایا کہ بالفاظ عارف جامیؒ یہاں تین چیزیں ہیں۔

(۱) وہ جواہر جن میں مادّہ اور کمیّت دونوں ہوں جیسے ہمارے "ابدان مادیہ"

(۲) وہ جواہر جن میں مادّہ نہیں صرف کمیّت ہے جنہیں صوفیہ "اجسام مثالیہ" کہتے ہیں۔

(۳) وہ جواہر جو مادّہ اور کمیّت دونوں سے خالی ہوں جن کو صوفیہ "ارواح" یا حکماء "جواہر مجردہ" کے نام سے پکارتے ہیں۔

پس جمہور اہل شرع جس کو "رُوح" کہتے ہیں وہ صوفیہ کے نزدیک "بدن مثالی"

Marfat.com

بوسوم سے جو بدنِ مادی میں حلول کرتا ہے اور بدن مادی کی طرح آنکھ، ناک،
منہ، پاؤں وغیرہ اعضاء رکھتا ہے۔

روح کا بدن سے جدا ہونا موت کو مستلزم نہیں

یہ روح بدن مادی سے کبھی جدا ہو جاتی ہے اور اس جدائی کی حالت میں
ایک طرح کا مجہول الکیف علاقہ بدن کیساتھ قائم رکھتی ہے جس سے بدن پر حالت
طاری نہیں ہونے پاتی۔ گویا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول کیموافق جو بغوی
اللہ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا کی تفسیر میں نقل کیا ہے
ت روح خود علیحدہ رہتی ہے مگر اس کی شعاع جسد میں پہنچکر بقاء حیات کا سبب
ہے جیسے آفتاب لاکھوں میل سے بذریعہ شعاعوں کے زمین کو گرم رکھتا ہے یا جیسا
ہی میں فرانس کے محکمہ پرواز نے ہوابازوں کے بغیر طیارے چلا کر خفیہ تجربے کئے
ور تعجب خیز نتائج رونما ہوئے۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حال میں ایک خاص
چلنے والا طیارہ بھیجا گیا تھا جس میں کوئی شخص سوار نہ تھا لیکن لاسلکی کے ذریعہ
وہ منزلِ مقصود پر پہنچایا گیا۔ اس طیارہ میں بم بھر کر وہاں گرائے گئے اور پھر وہ
پس واپس لایا گیا۔ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ لاسلکی کے ذریعہ سے ہوائی جہاز نے خود
جو کام کیا وہ ایسا ہی مکمل ہے جیسا کہ ہواباز کی مدد سے عمل میں آتا۔

آجکل یورپ میں جو سوسائٹیاں روح کی تحقیقات کر رہی ہیں انہوں نے بعض
حالات بیان کئے ہیں جن میں روح جسم سے علیحدہ تھی اور روح کی ٹانگ پر حملہ
کا اثر جسم مادی کی ٹانگ پر ظاہر ہوا۔

Marfat.com

بہر حال اہلِ شرع جو "روح" ثابت کرتے ہیں صوفیہ کو اس کا انکار نہیں
وہ اس کے اوپر ایک اور روحِ مجرّد مانتے ہیں جس میں استحالہ نہیں بلکہ اس روحِ مجرد
کی بھی اگر کوئی اور "روح" ہو اور آخر میں کثرت کا سارا سلسلہ سمٹ کر "امر"
کی وحدت پر منتہی ہو جائے تو انکار کی ضرورت نہیں۔

شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے "منطق الطیر" میں کیا خوب فرمایا ہے

ہم ز جملہ بیش و ہم پیش از ہمہ　　جملہ از خود دیدہ و خویش از ہمہ
جاں نہاں در جسم و او در جاں نہاد　　اے نہاں اندر نہاں ای جانِ جاں

روح ہر چیز میں ہے اور ہر چیز کو ایک حیثیت سے زندہ یا مُردہ کہہ سکتے ہیں

مذکورہ بالا تقریر سے یہ نکلتا ہے کہ ہر چیز میں جو "کن" کی مخاطب ہو
روحِ حیات پائی جاوے بیشک میں یہی سمجھتا ہوں کہ مخلوق کی ہر نوع کو اس
استعداد کیموافق قوی یا ضعیف زندگی ملی ہے یعنی جس کام کیلئے وہ چیز پیدا کی
ڈھانچہ تیار کر کے اس کو حکم دینا "کن" (اس کام میں لگ جا) بس یہی اس کی
حیات ہے۔ جبتک اور جس حد تک یہ اپنی غرضِ ایجاد کو پورا کریگی اسی حد تک
زندہ کہی جائے گی، اور جس قدر اس سے بعید ہو کر معطل ہوتی جائے گی۔ اسی قدر
موت سے نزدیک یا مردہ کہلائے گی۔

یہ مضمون بہت طویل اور محتاج بسط و تفصیل ہے۔ ہم نے اہلِ علم و فہم
اپنی بساط کیموافق کچھ اشارے کر دیئے ہیں۔ شاید قرآن مجید پر نکتہ چینی کرنے والا

Marfat.com

سمجھ لیں کہ روح کے متعلق بھی قرآن حکیم میں وہ رموز و حقائق بیان ہوئے ہیں جنکا عشر عشیر دوسری آسمانی کتاب میں بیان نہیں ہوا۔ واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم وھو الملہم للصواب۔

کتبہ العبد الضعیف

شبیر احمد عثمانی دیوبندی عفا اللہ عنہٗ

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت شعبان ۱۳۵۰ھ

ہر قسم کی مستند اسلامی کتب کا مرکز ادارۂ اسلامیات ۔ ۱۹۰ ۔ انارکلی لاہور

Marfat.com

کلمۂ طیبّہ مع کلماتِ طیّبات : مولانا قاری محمد طیب (عکسی گلیز مع کارڈ بورڈ)
کلمۂ طیبہ کا قرآن و حدیث سے ثبوت اور دس اسلامی کلمات کی تشریح " ۵۰/-

علمِ غیب : مولانا قاری محمد طیب
علمِ غیب کے مشہور اختلافی مسئلہ کی بے مثل تحقیق، مع رسالہ از حضرت گنگوہیؒ " ۵۰/-

شرعی پردہ : مولانا قاری محمد طیب
پردہ کا قرآن و حدیث سے ثبوت اور پردہ پر کئے جانے والے اعتراضات کے جواب " ۰/-

فلسفۂ نماز : مولانا قاری محمد طیب
نماز کی اہمیت، حکمت اور نماز کا فلسفہ انتہائی دلنشین انداز سے " ۰/-

اِنسانیت کا امتیاز : مولانا قاری محمد طیب
انسانیت کا امتیاز صرف علوم ربانی ہیں۔ اپنے موضوع پر واحد کتاب " ۵۰/-

شانِ رسالتؐ : مولانا قاری محمد طیب
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رسالت حکیمانہ انداز سے " ۵۰/-

خاتم النبیینؐ : مولانا قاری محمد طیب
آپؐ خاتم النبیین ہیں یعنی آپؐ کی تنہا ذات میں تمام انبیاء کے کمالات یکجا ہیں " ۵۰/-

اصُولِ دعوتِ اسلام : مولانا قاری محمد طیب
اسلام کے تبلیغی نظام کی مکمل وضاحت، مبلغین کے لئے ضروری کتاب " ۵۰/-

شبِ معراج : حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
حضرت تھانویؒ کا مشہور رسالہ تنویر السّراج فی لیلۃ المعراج عکسی طباعت کیساتھ " ۵۰/-

ملنے کا پتہ :- ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی۔ لاہور فون نمبر ۲۵۲ ۲۳

Marfat.com

المعراج فی القرآن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ
پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد
الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ
اقصیٰ تک، جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے۔ تاکہ دکھلائیں
لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ہ
اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے، وہی ہے سننے والا دیکھنے والا

اسراء اور معراج کا فرق

علماء کی اصطلاح میں مکہ سے بیت المقدس تک کے سفر کو "اسراء" اور وہاں سے اوپر "سدرۃ المنتہیٰ" تک کی سیاحت کو "معراج" کہتے ہیں۔ اور بسا اوقات دونوں سفروں کے مجموعے کو ایک ہی لفظ "اسراء" یا "معراج" سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ معراج کی احادیث تقریباً تیس صحابہؓ سے منقول ہیں جن میں "معراج" و "اسراء" کے واقعات بسط و تفصیل

Marfat.com

سے بیان ہوئے ہیں۔

جمہور امت کا عقیدہ

جمہور سلف و خلف کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور پُر نورؐ کو حالتِ بیداری میں بجسدہٖ الشریف معراج ہوئی۔ صرف دو تین صحابہؓ و تابعین سے منقول ہے کہ واقعہ اسراء و معراج کو منام (نیند) کی حالت میں بطور ایک عجیب و غریب خواب کے مانتے تھے۔ چنانچہ اس سورت میں آگے چل کر جو لفظ "وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنٰكَ الخ" آتا ہے اس سے یہ حضرات استدلال کرتے ہیں سلف میں سے یہ کسی کا قول نہیں کہ معراج حالتِ بیداری میں محض روحانی طور پر ہوئی، جیسا کہ بعض حکماء و صوفیاء کے مذاق پر تجویز کیا جا سکتا ہے۔ روح المعانی میں ہے "وَلَيْسَ مَعْنَى الْاِسْرَاءِ بِالرُّوْحِ الذِّهَابُ يَقْظَةً كَالْاِنْسِلَاخِ الَّذِيْ ذَهَبَ اِلَيْهِ الصُّوْفِيَّةُ وَالْحُكَمَاءُ فَاِنَّهٗ وَاِنْ كَانَ خَارِقًا لِلْعَادَةِ وَمَحَلًّا لِلتَّعَجُّبِ اَيْضًا اِلَّا اَنَّهٗ اَمْرٌ لَا تَعْرِفُهُ الْعَرَبُ وَلَمْ يَذْهَبْ اِلَيْهِ اَحَدٌ مِّنَ السَّلَفِ اھ بے شک ابن قیمؒ نے "زاد المعاد" میں عائشہ صدیقہؓ، معاویہؓ اور حسن بصری رضی اللہ عنہم کے مسلک، کی اس طرح توجیہ کی ہے۔ لیکن اس پر کوئی نقل پیش نہیں کی۔ محض ظن و تخمین سے کام لیا ہے۔ ابن اسحٰق وغیرہ نے جو الفاظ ان بزرگوں کے نقل کئے ہیں ان میں کہیں حالتِ بیداری کی تصریح نہیں بہر حال قرآن کریم نے جس قدر اہتمام اور ممتاز و درخشاں عنوان

Marfat.com

سے واقعۂ اسراء کو ذکر فرمایا اور جس قدر جد و مستعدی سے مخالفین اس کے انکار و تکذیب پر تیار ہو کر میدان میں نکلے، حتیٰ کہ بعض موافقین کے قدم بھی لغزش کھانے لگے۔ یہ اس کی دلیل ہے کہ واقعہ کی نوعیت محض ایک عجیب و غریب خواب یا سیرِ روحانی کی نہ تھی۔ روحانی سیر وانکشافات کے رنگ میں آپ کے جو دعاوی بعثت سے رہے ہیں۔ دعوائے اسراء، کفار کے لئے کچھ اُن سے بڑھ کر تعجب خیز و حیرت انگیز نہ تھا جو خصوصی طور پر اس کو تکذیب و تردید اور استہزاء و تمسخر کا نشانہ بناتے اور لوگوں کو دعوت دیتے کہ آؤ آج مدعی نبوت کی ایک بالکل انوکھی بات سنو! نہ آپ کو خاص اس واقعہ کے اظہار پر اس قدر متفکر و مشوش ہونے کی ضرورت تھی جو بعض روایاتِ صحیحہ میں مذکور ہے۔ بعض احادیث میں صاف الفاظ ہیں: "ثم أصبحت بمكة" (پھر صبح کے وقت میں مکہ پہنچ گیا) اگر معراج محض کوئی روحانی کیفیت تھی تو آپ مکہ سے غائب ہی کہاں ہوئے؟ اور شداد بن اوس وغیرہ کی روایت کے موافق بعض صحابہؓ کا یہ دریافت کرنا کیا معنی رکھتا ہے کہ "رات میں نے قیام گاہ پر تلاش کیا، حضورؐ کہاں تشریف لے گئے تھے"؟ ہمارے نزدیک "اسرىٰ بعبده" کے یہ معنیٰ لینا کہ خدا اپنے بندے کو خواب میں یا روحانی طور پر مکہ سے بیت المقدس لے گیا، اس کے مشابہ ہے کہ کوئی شخص "فأسر بعبادي" کے یہ معنیٰ لینے لگے، کہ

Marfat.com

"اے موسیٰ میرے بندوں (بنی اسرائیل) کو خواب میں یا محض روحانی طور پر مصر سے لے کر نکل جاؤ" یا "سورۂ کہف" میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لئے جانا اور اُن کے ہمراہ سفر کرنا جس کے لئے کئی جگہ "فَانْطَلَقَا" کا لفظ آیا ہے اُس کا مطلب یہ لے لیا جائے کہ یہ سب کچھ محض خواب میں یا بطور روحانی سیر کے واقع ہوا تھا۔ باقی لفظ "رُؤیا" جو قرآن میں آیا، اس کے متعلق ابنِ عباسؓ فرما چکے ہیں۔ "رُؤیَا عَیْنٍ اُرِیَھَا رسول اللہ صلعم" مفسرین نے کلام عرب سے اس کے شواہد پیش کئے ہیں کہ "رُؤیا" کا لفظ گاہ بگاہ مطلق رؤیت (دیکھنے) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لہذا اگر اس سے مراد یہی اسراء کا واقعہ ہے تو مطلق رؤیت کے معنیٰ لیے جائیں، جو ظاہری آنکھوں سے ہوئی۔ تاکہ ظواہر نصوص اور جمہور اُمّت کے عقیدہ کی مخالفت نہ ہو۔ ہاں شریک کی روایت میں بعض الفاظ ایسے ضرور آئے ہیں جن سے "اسراء" کا بحالت نوم واقع ہونا معلوم ہوتا ہے۔ مگر محدثین کا اتفاق ہے کہ شریک کا حافظہ خراب تھا۔ اس لئے بڑے بڑے حفّاظِ حدیث کے مقابلے میں اُن کی روایت قابل استناد نہیں ہوسکتی۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری کے آخر میں حدیث شریک کے اغلاط شمار کرائے ہیں اور یہ بھی بتلایا ہے کہ اِن کی روایت کا مطلب ایسا لیا جاسکتا ہے جو عام احادیث کے مخالف

Marfat.com

نہ ہو۔ اس قسم کی تفاصیل ہم یہاں درج نہیں کر سکتے۔ شرح صحیح مسلم میں یہ مباحث پوری شرح و بسط سے درج کیے ہیں۔ یہاں صرف یہ بتلانا ہے کہ مذہب راجح یہی ہے کہ معراج و اسراء کا واقعہ حالت بیداری میں بجسدہ الشریف واقع ہوا۔ ہاں اگر اس سے پہلے یا بعد میں خواب میں بھی اس طرح کے واقعات دکھلائے گئے ہوں تو انکار کرنے کی ضرورت نہیں۔

معراج پر شبہ اور اس کا جواب

کہا جاتا ہے کہ ایک شب میں اتنی لمبی مسافت زمین و آسمان کی کیسے طے کی ہوگی یا کرۂ نار و زمہریر میں سے کیسے گزرے ہوں گے۔ یا اہل یورپ کے خیال کے موافق جب آسمانوں کا وجود ہی نہیں تو ایک آسمان سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے پر اس شان سے تشریف لے جانا جو روایات میں مذکور ہے کیسے قابل تسلیم ہوگا لیکن آج تک کوئی دلیل اس کی نہیں پیش کی گئی کہ آسمان واقع میں کوئی شے موجود نہیں۔ اگر ان لوگوں کا یہ دعویٰ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ نیلگوں چیز جو ہم کو نظر آتی ہے۔ فی الحقیقت آسمان نہیں تب بھی اس کا کیا ثبوت ہے کہ اس نیلگوں رنگ کے اوپر آسمانوں کا وجود نہیں ہو سکتا۔ رہا ایک رات میں اتنا

Marfat.com

طویل سفر طے کرنا تو تمام حکمار تسلیم کرتے ہیں کہ سرعت حرکت کے لئے کوئی حد نہیں ہے۔ اب سے سو برس پیشتر تو کسی کو یہ یقین بھی نہ آسکتا تھا کہ تین سو میل فی گھنٹہ چلنے والی موٹر تیار ہو جائے گی یا دس ہزار فٹ کی بلندی تک ہم ہوائی جہاز کے ذریعے پرواز کر سکیں گے۔ "اسٹیم" اور "قوت کہربائیہ" کے یہ کرشمے کس نے دیکھے تھے۔ کرۂ نار تو آجکل ایک لفظِ بے معنیٰ ہے۔ ہاں اوپر جاکر ہوا کی سخت برودت وغیرہ کا مقابلہ کرنے والے آلات طیاروں میں لگا دیئے گئے ہیں جو اڑنے والوں کی زمہریر سے حفاظت کرتے ہیں۔ یہ تو مخلوق کی بنائی ہوئی مشینوں کا حال تھا۔ خالق کی بلا واسطہ بنائی ہوئی مشینوں کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ ہو جاتی ہے۔ زمین یا سورج چوبیں گھنٹوں میں کتنی مسافت طے کرتے ہیں۔ روشنی کی ایک شعاع ایک منٹ میں کہاں سے کہاں پہنچتی ہے۔ بادل کی بجلی مشرق میں چمکتی اور مغرب میں گرتی ہے اور اس سرعت سیر و سفر میں پہاڑ بھی سامنے آجائے تو پرکاہ کے برابر حقیقت نہیں سمجھتی۔ جس خدا نے یہ چیزیں پیدا کیں۔ وہ قادرِ مطلق اپنے حبیب صلعم کے براق میں ایسی برق رفتاری کی کلیں اور حفاظت و آسائش کے سامان نہ رکھ سکتا تھا۔ جس سے حضورؐ بڑی راحت و تکریم کے ساتھ چشم زدن میں ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل

Marfat.com

ہوسکیں، شاید اسی لئے واقعہ "اسرا" کا بیان "سبحان الذی" سے شروع فرمایا۔ جو لوگ کوتاہ نظری اور تنگ خیالی سے حق تعالیٰ کی لامحدود قدرت کو اپنے وہم و تخمین کی چہار دیواری میں محصور کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ اپنی گستاخیوں اور ترک تازیوں پر شرمائیں۔

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

بیت المقدس لے جانے کی حکمت

جس ملک میں مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) واقع ہے وہاں حق تعالیٰ نے بہت سی ظاہری اور باطنی برکات رکھی ہیں۔ مادی حیثیت سے چشمے، نہریں، غلے، پھل اور میووں کی افراط اور روحانی اعتبار سے دیکھا جائے تو کتنے انبیاء و رسل کا مسکن و مدفن اور ان کے فیوض و انوار کا سرچشمہ رہا ہے۔ شاید نبی کریم صلعم کو وہاں لے جانے میں یہ بھی اشارہ ہو گا کہ جو کمالات انبیائے بنی اسرائیل وغیرہ پر تقسیم ہوئے تھے آپ کی ذات مقدس میں وہ سب جمع کر دیئے گئے۔ جو نعمتیں بنی اسرائیل پر مبذول ہوئی تھیں۔ اُن پر اب بنی اسمٰعیل کا قبضہ دلایا جانے والا ہے۔ کعبہ اور بیت المقدس دونوں کے انوار و برکات کی حامل ایک ہی اُمت ہونیوالی ہے۔ احادیث معراج میں تصریح ہے کہ بیت المقدس میں تمام انبیاؑ

Marfat.com

علیہ السلام نے سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں نماز پڑھی۔ گویا آپؐ کو جو سیادت و امامت انبیاء کا منصب دیا گیا تھا، اس کا نمونہ آپؐ کو اور آپ کے مقربینِ بارگاہ کو دکھلایا گیا۔ آخر آیت میں فرمایا "اصل سننے اور دیکھنے والا خدا ہے" یعنی وہ جسے اپنی قدرت کے نشان دکھلانا چاہے دکھلا دیتا ہے۔ اُس نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مناجات کو سُنا۔ اور احوالِ رفیعہ کو دیکھا۔ اور آپؐ کو آخر معراج شریف میں "بی یُبصِر" والی آنکھ سے وہ آیاتِ عظام دکھلائیں، جو آپ کی استعدادِ کامل اور شانِ رفیع کے مناسب تھیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تمت بالخیر

Marfat.com

مکتوباتِ امدادیہ : حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (عکسی گلیز پیپر کارڈ بورڈ)
حضرت تھانویؒ کے نام حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے ۵۰ خطوط مع فوائد " ۳/-

سال بھر کے مسنون اعمال : حضرت تھانویؒ
بارہ مہینوں کے احکام و فضائل مستند احادیث اور کتابوں سے " ۲/-

فضائلِ استغفار : حضرت تھانویؒ
استغفار کی فضیلت اور استغفار کے طریقے قرآن و حدیث کی روشنی میں " ۱/۵۰

معارفِ گنگوہیؒ : حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ
حضرت گنگوہیؒ کے حکیمانہ نادر ملفوظات جو پہلی بار یکجا طبع ہوئے ہیں - " ۱/۵۰

فتاویٰ میلاد شریف : از حضرت گنگوہیؒ
مع رسالہ طریقۂ میلاد شریف از مولانا اشرف علی تھانویؒ " ۱/۵۰

حیاتِ خضر علیہ السلام : مولانا سید میاں اصغر حسینؒ
حضرت خضر علیہ السلام کے دلچسپ حالات مستند کتابوں سے "

اذان اور اقامت : مولانا سید میاں اصغر حسینؒ
اذان اور تکبیر کے جملہ فضائل و مسائل کا بہترین مجموعہ " ۲/۱۲

سلاسلِ طیبہ : مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
صوفیاءؒ کے چاروں طریقوں کے اوراد و اشغال اور اُن کے منظوم شجروں کا مجموعہ ۱/۵۰

اسلامی آداب : مولانا عاشق الٰہی بلند شہری
اسلامی آداب کا مجموعہ، جس کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے " ۱/۵۰

ملنے کا پتہ :- ادارہ اسلامیات ۱۹۰- انار کلی- لاہور فون نمبر ۶۳۲۵۳

Marfat.com

مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کا افسانہ : مولانا مناظر احسن گیلانیؒ (عکسی گیٹ اپ مع کارڈ بورڈ) ۴/۵۰
مسلمانوں کے آپس میں فرقہ وارانہ اختلافات پر بہترین تبصرہ

نماز اور اس کے مسائل : مولانا محمد محترم فہیم عثمانی ۴/۵۰
نماز کے تمام اہم اور ضروری مسائل مع مسنون دعائیں اور جمعہ و عیدین کے خطبات

حیات شیخ الہندؒ : مولانا سید میاں اصغر حسینؒ ۲۲/۵۰
شیخ الہندؒ حضرت مولانا محمود الحسنؒ کی مکمل و مفصل سوانح عمری۔ مجلد عمدہ

بزم اشرف کے چراغ : پروفیسر احمد سعید ایم اے ۲۸/-
حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلفاء کا جامع تذکرہ اور ان کے حالات مجلد

حدیث رسولؐ کا قرآنی معیار : مولانا قاری محمد طیب ۴/۵۰
حجیت حدیث کے دلائل، منکرین حدیث کا جواب اور احادیث کی اقسام

فتوح الغیب اردو : شیخ عبد القادر جیلانیؒ /۵۰
تصوف کی مشہور اور بنیادی کتاب کا سلیس اردو ترجمہ (مکینکل کاغذ)

مفصل فہرست کتب علیحدہ طلب فرما سکتے ہیں۔

اسلامی کتب کا مرکز

ادارہ اسلامیات ۱۹۰- انارکلی لاہور

فون نمبر ۶۳۲۵۲

Marfat.com

Marfat.com

آپ کی لائبریری کیلئے

چند اہم کتابیں

- **مکتوباتِ نبوی** (مع عکسی فوٹو) ترتیب و ترجمہ مولانا سید محبوب رضوی
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوباتِ گرامی ان کا پس منظر و نتائج۔ مجلد ۱۸/
- **حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط** (مع پس منظر و نتائج)
از پروفیسر خورشید احمد فارق (پروفیسر دہلی یونیورسٹی) مجلد ۱۵/
- **حضرت عمر فاروقؓ کے سرکاری خطوط** (مع پس منظر و نتائج)
از پروفیسر خورشید احمد فارق (پروفیسر دہلی یونیورسٹی) مجلد ۲۴/
- **حضرت عثمان غنیؓ کے سرکاری خطوط** (مع پس منظر و نتائج)
از پروفیسر خورشید احمد فارق (پروفیسر دہلی یونیورسٹی) مجلد ۱۵/
- **شاہ ولی اللہؒ کے سیاسی مکتوبات** (اصل فارسی مع اردو ترجمہ و تشریح)
از پروفیسر خلیق احمد نظامی (مسلم یونیورسٹی علیگڑھ) آفسٹ مجلد ۲۷/
- **العلم والعلماء** از علامہ ابن عبد البر اندلسی رحمۃ اللہ علیہ
علم کی فضیلت علماء کا مقام ان کے فرائض اور ترقی میں اسلام کا کردار مجلد ۲۷/
- **اسلام کا اقتصادی نظام** از مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ
اسلام کے اقتصادی اور معاشی نظام پر سیر حاصل بحث مجلد ۲۷/
- **حیات شیخ الہندؒ** از مولانا سید میاں اصغر حسین رحمۃ اللہ
حضرت کی مکمل و مفصل سوانح اور ان کے عظیم علمی و سیاسی کارنامے مجلد ۱۸/
- **بزمِ اشرف کے چراغ** از پروفیسر احمد سعید ایم اے
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ۸۷ مشاہیر خلفاء کا جامع تذکرہ مجلد ۲۱/
- **کیفیات** (دلگداز منظوم) حسین غزلیں، رباعیات، نظموں کا مجموعہ)
جناب مولانا … کی کیف آور عارفانہ کلام کا حسین گلدستہ
حسن طباعت کا … ہے
اعلیٰ مجلد ۴۰/

طلب فرمائیے

ادارہ اسلامیات
۱۹۰ ○ انارکلی ○ لاہور
فون نمبر ۵۳۲۵۳

آپ کی لائبریری کیلئے

چند اہم کتابیں

1. **رحمۃ القدوس** اردو (انتخاب بخاری شریف مع تشریح)
احادیث سے مسائل تصوف، اخلاق اور مسائل فقہیہ کا بیش بہا گرانمایہ کتب
2. **قانونِ وراثت** (مفید الوارثین) از مولانا سید …
میراث و وصیت سے متعلق تمام مسائل اصول بیان کیے گئے ہیں
3. **منتہی الأرب** (عربی سے فارسی کی سب سے …)
یہ لغت قاموس المحیط کا ترجمہ ہے لائبریری کیلئے اہم … ۲ جلد
4. **شہیدِ کربلا اور یزید** از مولانا قاری محمد طیب مہتمم
سیدنا حضرت حسینؓ کے موقف کی وضاحت اور شبہات کا جواب
5. **پردہ کے شرعی احکام** - از حکیم الامت مولانا اشرف …
پردے سے متعلق تمام ضروری اور پیش آنے والے مسائل کی تشریح
6. **سیرۃ الصدیقؓ** از مولانا حبیب …
خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی سیرت مختصر
7. **… القربہ** (اردو ترجمہ)
… حدیث پر علامہ ابن حجرؒ کی مشہور کتاب
8. **کلمہ طیبہ مع کلماتِ طیبات** از
کلمہ طیبہ کا قرآن حدیث اور عقل سے تفصیلی ثبوت اور
9. **مسئلہ تقدیر** از علامہ شبیر احمد عثمانی
… جلیل القدر علماء کے قلم سے …
10. **مقالاتِ طیبہ** : مولانا …
حضرت قاری صاحب کی چار اہم تقریروں کا مفید مجموعہ
11. **کلیاتِ سعدی** فارسی شیخ سعدی …
شیخ سعدی کی ۲۵ نادر کتابوں کا قدیم الطبع مجموعہ

ادارہ اسلامیات
۱۹۰ ○ انارکلی ○ لاہو…

Marfat.com

آپ کی لائبریری کیلئے

چند اہم کتابیں

● مکتوباتِ نبوی ﷺ (مع عکسی فوٹو) ترتیب و ترجمہ مولانا سید محبوب رضوی
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تبلیغی مکاتیب گرامی ان کا پس منظر و نتائج۔ مجلد/۱۸

● حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط (مع پس منظر و نتائج)
از پروفیسر خورشید احمد فارق (پروفیسر دہلی یونیورسٹی) مجلد/۱۵

● حضرت عمر فاروقؓ کے سرکاری خطوط (مع پس منظر و نتائج)
از پروفیسر خورشید احمد فارق (پروفیسر دہلی یونیورسٹی) مجلد/۲۴

● حضرت عثمان غنیؓ کے سرکاری خطوط (مع پس منظر و نتائج)
از پروفیسر خورشید احمد فارق (پروفیسر دہلی یونیورسٹی) مجلد/۱۵

● شاہ ولی اللہؒ کے سیاسی مکتوبات (اصل فارسی مع اردو ترجمہ و تشریح)
از پروفیسر خلیق احمد نظامی (مسلم یونیورسٹی علیگڑھ) آفسٹ مجلد/۲۷

● العلم و العلماء از علامہ ابن عبد البر اندلسی رحمۃ اللہ علیہ
علم کی فضیلت علماء کا مقام انکے فرائض علمی ترقی میں اسلام کا کردار مجلد/۲۷

● اسلام کا اقتصادی نظام از مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ
اسلام کے اقتصادی اور معاشی نظام پر سیر حاصل بحث مجلد/۲۷

● حیات شیخ الہندؒ از مولانا سید میاں اصغر حسین رحمۃ اللہ
حضرتؒ کی مکمل و مفصل سوانح، اور انکے عظیم علمی و سیاسی کارنامے مجلد/۱۸

● بزمِ اشرف کے چراغ از پروفیسر احمد سعید ایم اے
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ۸۷ مشہور خلفاء کا جامع تذکرہ مجلد/۲۱

● کیفیات (دلگداز اشعار) از حسین عزیز ورنی پرانی نظموں کا مجموعہ
جناب مولانا زکی کیفی کے عارفانہ کلام کا حسین گلدستہ
حسن طباعت کا ایک نادر نمونہ اعلیٰ جلد/۴۰

طلب فرمائیے

ادارہ اسلامیات
۱۹۰ ○ انارکلی ○ لاہور

آپ کی لائبریری کیلئے

چند اہم کتابیں

(۱) رحمۃ القدوس (اردو) (انتخاب بخاری شریف مع شرح)
احادیث سے مسائل تصوف، اخلاق اور مسائل فقہ کے سنہرے گرانمایہ کتب

(۲) قانون وراثت (مفید الوارثین) از مولانا سید ...
میراث وصیت نسب سے متعلق کتاب جس میں سائل تشریح بیان کئے گئے ہیں

(۳) منتہی الأرب (عربی سے فارسی کی سب سے ...)
یہ لغت قاموس المحیط کا ترجمہ ہے لائبریری کیلئے اہم کتاب ہے ۲ جلد

(۴) شہید کربلا اور یزید از مولانا قاری محمد طیب
سیدنا حضرت حسینؓ کے موقف کی وضاحت اور شبہات کا جواب

(۵) پردہ کے شرعی احکام - از حکیم الامت مولانا اشرف ...
پردہ سے متعلق تمام ضروری اور پیش آنے والے مسائل کی تشریح

(۶) سیرۃ الصدیقؓ از مولانا حبیب ...
خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی سیرت پر مختصر ...

(۷) ... القربہ (اردو ترجمہ)
... حدیث پر علامہ ابن حجرؒ کی مشرح ...

(۸) کلمۂ طیبہ مع کلمات طیبات از ...
کلمہ طیبہ کا قرآن حدیث اور عقل سے تفصیلی ثبوت ...

(۹) مسئلہ تقدیر از علامہ شبیر احمد عثمانیؒ
جس میں جلیل القدر علماء کے قلم سے ...

(۱۰) مقالاتِ طیبہ از مولانا ...
حضرت قاری صاحب کی چار اہم تقریروں کا مجموعہ ...

(۱۱) کلیاتِ سعدی فارسی شیخ سعدی ...
شیخ سعدی کی ۲۵ نادر کتابوں کا قدیم الطبع مجموعہ

ادارہ اسلامیات
۱۹۰ ○ انارکلی ○ لاہور

Marfat.com